رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

عـ ۸۱ کتبخانہ جامعہ میر محمد اسحاق صاحب
ناظر ضیافت - دارالانوار
قادیان
Qadian

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی!

فاروق
قادیان

شرح چندہ
سرپرستان۔ معاونین۔ عام۔ طلباء۔ ششماہی
عـ۸/ ۔ ے/ ۔ ۵/ ۔ للعہ/ ۔ عـ۲/
انڈیا سے باہر آٹھ روپے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۵

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت ایام زیر اشاعت میں خدا کے فضل سے قابل حمد ہے۔ فللہ الحمد

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔ نزلہ اور کان کی درد کی تکلیف ہے۔ احباب خاص توجہ سے دعائے [illegible]ت کریں۔

(۳) ۱۹ اپریل سے ایف اے کا امتحان طالبات گرل سکول کا شروع ہوا ہے۔ [illegible] امتحان کے لئے بھی قادیان ہی سنٹر بنایا گیا ہے۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

(۴) ۱۴ اپریل کو مولوی عبد الوہاب عمر ابن حضرت خلیفہ اول رضؓ کی دعوت ولیمہ تھی۔ جس میں قریبًا پانچ سو احباب کو مدعو کیا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آنریبل سر چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور سالک صاحب ایڈیٹر انقلاب بھی شامل ہوئے۔

(۵) ۱۸ اپریل کو بعد نماز عصر محترم خانصاحب فرزند علی صاحب ناظر بیت المال کی دختر نیک اختر کا رخصتانہ ہوا۔ جس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ اور بہت سے احباب سلسلہ بھی شامل ہوئے۔ جن کی چائے و مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ خدا مبارک کرے۔ آمین۔

درخواست دعا۔ میرا عزیز حمید ڈھائی سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گیا۔ اس کا جلد نعم البدل سلامت رہنے والے اور میرے اور عزیز امجد کے روزگار میں برکت و کشائش کے لئے ایک مخلص دوست محمد جہانگیر گڑھ دیوالوی کے شفایابی کے لئے اور میاں سعد اللہ صاحب کے برسر روزگار ہونے کے لئے احباب سے بزور درخواست دعا ہے۔ خاکسار محمد علی

مجلس مشاورت کا بخیر وخوبی اختتام

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی آخری تقریر اور نمائندگان جماعت احمدیہ سے خطاب

۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء کو مشاورت کا اجلاس بعد نماز جمعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں شروع ہو کر ۱۷ اپریل کو قریبًا ۳ بجے بعد دوپہر ختم ہوا۔ اختتام مشاورت پر حضور نے جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

حضور نے فرمایا:۔

اب ہم اس کام کو ختم کر چکے ہیں۔ جس کے متعلق غور کرنے کے لئے ہم اس جگہ جمع ہوئے تھے۔ لیکن

وقتی ضرورت اور حقیقی ضرورت

میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ وقتی ضرورت گو بڑی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن حقیقتًا چھوٹی ہوتی ہے۔ اور حقیقی ضرورت گو چھوٹی دکھائی دیتی۔ بلکہ بعض دفعہ نظر انداز بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن درحقیقت بہت بڑی ہوتی ہے۔

ایک چیونٹی اگر کسی کے کان میں گھس جائے۔ تو اسے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا ڈھول بج رہے ہیں۔ اور دور بجنے والے ڈھول کی آوازیں یوں معلوم ہوتی ہیں۔ کہ گویا کوئی مکھی بھنبھنا رہی ہے۔

ایک ٹھیکری اگر انسان اپنی آنکھ پر رکھے۔ تو ساری دنیا اسکی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے لیکن میلوں میل دور جو پہاڑ ہوتے ہیں۔ اور جن پر چڑھتے ہوئے انسان کا دل کانپتا ہے۔ وہ اسے دکھائی نہیں دیتے۔ تو

عقلمند قوم

وہ ہوتی ہے۔ جو ان چیزوں کو اپنی نظر کے سامنے رکھتی ہے۔ جو نظر کے سامنے نہیں ہوتیں۔ لیکن جذباتی آدمی صرف ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جو اس کے سامنے ہوتی ہیں۔ ایک آدمی کو اگر میدانِ جنگ میں اس غرض سے بھیجا جاتا ہے۔ کہ جاؤ اور کمانڈر انچیف کو یہ خبر پہنچا دو۔ کہ دشمن کی ایک بہت بڑی فوج حملہ آور ہونے والی ہے۔ تم اپنی حفاظت اور بچاؤ کا سامان کر لو۔ تو اگر اسے راستہ میں کوئی شخص گالی دے دیتا اور وہ اس سے لڑنے لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی لڑائی میں مارا جاتا ہے۔ تو بظاہر ایک انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ دیکھو وہ کتنا غیرتمند تھا۔ کہ اس نے گالی سنی۔ مگر اسے برداشت نہ کر سکا۔ لیکن درحقیقت اس نے اپنے ملک سے

خطرناک غداری

کی۔ اور اگر دشمن کی فوج کے حملہ کے نتیجہ میں دس یا بیس یا پچیس ہزار آدمی مارے گئے۔ تو ان تمام کا گناہ اسکی گردن پر ہوگا۔ محض اسلئے کہ اس نے وقتی ضرورت کو اہمیت دے دی۔ اور بڑی مصیبت کو نظر انداز کر دیا۔ پس جہاں ہم نے اپنی

موجودہ مشکلات

اور تجویزوں پہ غور کیا ہے۔ اور ان امور پر بھی بحث و تمحیص کی ہے۔ جو سلسلہ کے کاموں میں روک بن رہے ہیں۔ وہاں ہمیں ان خطرات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو ہمارے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ وہ خطرات وہی ہیں۔ جن کی طرف کل بھی میں نے اشارہ کیا تھا۔ اور بتایا تھا۔ کہ جماعت اب ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے۔ کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر یا اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔ اور ان میں ایک بیداری پائی جاتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ اس جماعت کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ خطرات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ کہیں بعض عدالتیں ہیں۔ جو اسی رو میں بہہ گئی ہیں۔ اور وہ

سلسلہ کے خلاف ریمارکس

کرتی ہیں۔ کہیں خفیہ ریکارڈ جماعت کے خلاف تیار

اشرف علی عفی عنہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور۔ ضلع ہوشیارپور۔

لیا جاتا ہے۔ کہیں مختلف ملکوں میں تبلیغ کے راستہ میں روکیں ڈالی جاتی ہیں۔ اور ہمارے مبلغین کو نکالا جاتا ہے۔ کہیں قومیں آپس میں اتحاد کر کے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ اور وہ جو بظاہر ہمارے دوست نظر آتے ہیں۔ وہ بھی اس اتحاد میں ان کے شریک ہیں۔ بظاہر ان خطرات کے اثرات بہت قلیل ہیں۔ اور بظاہر اگر ہم دوربینی سے کام نہ لیں۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ معمولی باتیں ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ معمولی باتیں نہیں۔ بلکہ ایک لمبی زنجیر کی کڑی ہیں۔ پس میں جماعت کو ان

خطرات کی طرف توجہ

دلاتے ہوئے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے اندر وہ وسعتِ نظر پیدا کرو۔ جس سے تمہیں معلوم ہو۔ کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ دنیا کے لئے یہ مشکل ہوتی ہے۔ کہ آئندہ کے متعلق اس کے اندازے صرف وہم کی حد تک ہوتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ اس کشمکش و پیچ میں مبتلا رہتی ہے۔ کہ میں جو کچھ سمجھتی ہوں۔ یہ وہم ہے۔ یا حقیقت مگر آپ لوگوں کے لئے فیصلہ کرنا بالکل آسان ہے۔ ایک منٹ کے لئے آپ ان تمام ترقیات کو بھول جائیں۔ جو اس وقت تک آپ کو حاصل ہیں۔ آپ بھول جائیں اس بات کو کہ آپ کے گردوپیش کے لوگ آپ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ آپ بھول جائیں اس بات کو کہ آپ میں سے کوئی شخص کسی معزز عہدے پر فائز ہے۔ یا نہیں آپ بھول جائیں اس بات کو کہ دشمن اس وقت کیا کر رہا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ آپ اپنے نفس کو بھی بھول جائیں۔ اور صرف ایک کام کریں۔ اور وہ یہ کہ ایک شاہد سے جو نہایت ہی

عظیم الشان شاہد

ہے۔ پوچھیں۔ کہ ہمارا مستقبل کیا ہے۔ اور وہ شاہد قرآن کریم ہے۔ اس سے پوچھیں۔ کہ نبیوں کی جماعتوں کا مستقبل کیا ہوتا ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ خدا تعالےٰ کی تائید انہیں دنیا کا بادشاہ بنادے۔ ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اگر قرآن یہ شہادت دے۔ کہ نبیوں کی جماعتوں پر عظیم الشان مصائب آیا کرتی ہیں۔ تو پھر آپ سمجھ لیں۔ کہ آپ کا نفس جو آپ کو کہتا ہے۔ کہ ہمارے لئے کوئی مصائب نہیں۔ یہ آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

دو شاہدوں پر تو عدالت قتل کی سزا بھی دے دیتی ہے۔ پس میں

ایک دوسرا شاہد

بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات ہیں۔ انہیں پڑھیں اور دیکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان میں کیا کچھ بتایا ہے کیا یہ بتایا ہے۔ کہ مشکلات بالکل نہیں آئینگی۔ اور سلسلہ آسانی سے ترقی کرتا چلا جائے گا۔ یا یہ بتایا ہے۔ کہ اس زمانہ تک کہ سلسلہ کو کامل غلبہ حاصل ہو۔ خطرناک مشکلات وارد ہونگی اور اگر قرآن میں بھی یہی لکھا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بھی اسی بات کی تصدیق ہوتی ہو۔ تو آپ لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ کا نفس آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ میری زبان ان خطرات کو بیان کرنے سے بالکل قاصر ہے۔ جو آئندہ سلسلہ کو پیش آنے والے ہیں۔ اگر تصریحاً میں ان کو بیان کر دوں۔ تو دشمن اور زیادہ دلیر ہو جائے۔ اور وہ سمجھ جائے۔ کہ میری خفیہ تدابیر ان کو معلوم ہیں۔ پس مجھے اخفاء سے کام لینا پڑتا ہے۔ تا دشمن کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ ہمیں اسکی

تمام تدابیر کا علم

ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت خدا کی طرف سے ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات صحیح ہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ کے الہامات صحیح ہیں۔ اور اگر قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ صحیح ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے۔ وہ صحیح ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جس قسم کی زندگی کے دور میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ یہ ہرگز ہمارے مناسب حال نہیں۔ اس میں

ایک عظیم الشان تبدیلی کی ضرورت

ہے۔ اور جب تک ہم وہ تبدیلی نہیں کریں گے آنے والے مصائب کا ہم ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

اس کے بعد حضور نے اپنے ایک

رویا کا ذکر

فرمایا۔ جو چند ہی دن ہوئے حضور نے دیکھا تھا۔ اور جس میں جماعت پر بعض ابتلاؤں کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ پھر فرمایا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب کبھی انبیاء کی جماعتیں کھڑی ہوئی ہیں۔ وہ کبھی اس طرح کمال کو نہیں پہنچیں۔ جس طرح ہم کام کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح ناصری کی قوم نے ترقی کی۔ اور بہت بڑی ترقی کی۔ مگر ان عظیم الشان قربانیوں کے بعد جو ابھی تک ہماری جماعت بھی پیش نہیں کر سکی۔ جس طرح آج کل ہماری جماعت کے افراد کو لوگ مرزائی کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض پرانی تاریخوں سے ثابت ہوا ہے۔ کہ

حضرت مسیح کے ماننے والوں کو

لوگ فقیر کہا کرتے تھے۔ گویا انہوں نے اتنی قربانیاں کیں۔ کہ لوگوں نے ان کا نام ہی فقیر رکھ دیا۔ ہمارے مبلغ بعض دفعہ تقریر کے لئے جب کھڑے ہوتے ہیں۔ تو کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا کیا پوچھتے ہو۔ ان میں سے ایک نے حضرت مسیح پر لعنت کی۔ باقی سب بھاگ گئے۔ اور کوئی بھی حضرت مسیح کے ساتھ نہ رہا۔ مگر وہ ان عظیم الشان قربانیوں کو بھول جاتے ہیں۔ جو بعد میں حضرت مسیح کے حواریوں نے کیں۔ دیکھو وہی پطرس جس نے کہا تھا۔ کہ میں مسیح پر لعنت کرتا ہوں۔ وہی پطرس روم میں پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے۔ اور جب وہ تختۂ پھانسی کی طرف بڑھتا ہے۔ تو اسے بوسہ دیتا اور کہتا ہے۔ کہ یہ

میری نجات کا ذریعہ

ہے۔ تو ہم اس قسم کی مثال دیکر اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کے واقعات کو رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے صحابہ سے مقابلہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ الگ بیان نہیں کیا۔

پس ہماری جماعت کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ

بغیر قربانیوں کے

وہ کامیاب ہو جائے۔ تو ان سے زیادہ پاگل اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی مثال بالکل اس بے وقوف کی سی ہوگی۔ جس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ ایک لڑائی میں شامل ہُوا۔ تو اسے کوئی تیر آلگا۔ وہ چونکہ بزدل تھا۔ اس لئے میدان سے بھاگا۔ مگر خون بھی پونچھتا جائے۔ اور بے اختیار یہ بھی کہتا جائے۔ کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہووے۔ حالانکہ یہ خواب کس طرح ہو سکتا تھا۔ اسی طرح یہ

خدا کی سنت

ہے۔ کہ جب کبھی نبی کی جماعت دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ اسے خطرناک مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اور چکی کے دو پاٹوں میں سے اسے پیسا جاتا ہے۔ تب اسے وہ زندگی ملتی ہے۔ جس پر فنا نہیں۔ اور درحقیقت موت کے بعد جو زندگی ملتی ہے۔ وہی ابدی ہوتی ہے۔ پس یہ مشکلات جو عارضی ہیں۔ بے شک ان کو بھی اپنے سامنے رکھو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ

تم ایک نبی کی جماعت ہو

پس جس طرح پہلی جماعتوں کو مشکلات پیش آئیں۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ تم پر بھی مشکلات آئیں۔ تمہیں بھی ہجرتیں کرنی پڑیں گی۔ تمہیں بھی قید خانوں میں عمریں گذارنی پڑیں گی۔ تمہیں بھی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھنی پڑیں گی۔ لوگ تمہیں بھی آروں سے چیرینگے لوگ تمہیں بھی آگ میں ڈالیں گے۔ اور تمہاری بیخ کنی اور استیصال کے لئے ہر قسم کی کوششیں کریں گے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ابھی سے ان مشکلات کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرو۔

مسجد اقصیٰ کی توسیع

مسجد اقصےٰ اللہ تعالےٰ کے شعائر میں سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم نے اسے بنوایا۔ جس وقت اس مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی۔ اس وقت کون خیال کر سکتا تھا۔ کہ یہ مسجد ایک قریب ہی کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کا ایک نشان قرار دی جائیگی اور کسے یہ خیال تھا۔ کہ وہ مسجد جو عام معمولی حالات میں ڈیڑھ دو صد آدمیوں سے زیادہ گنجائش نہ رکھتی تھی۔ کسی دن خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے ماتحت اتنی وسیع ہوگی۔ کہ ہزاروں انسان اس میں نماز ادا کریں گے۔

مسجد اقصیٰ کی توسیع اس سے قبل بھی کئی بار ہو چکی ہے۔ مگر اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے جمعہ کی نماز میں بہت تنگی محسوس ہوتی تھی۔ اور بہت سے لوگوں کو بازار اور دوسرے مکانوں پر نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے ایک نئے حصہ کو مسجد کے ساتھ ملحق کر کے اسکی توسیع کی جارہی ہے۔

۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء صبح دس بجے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بہت سے خدام کے ساتھ اس مبارک تعمیر کی بنیاد رکھی اور دعا فرمائی۔ دنیا میں لوگ خوشی کے موقعوں پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جن کا اصل مقصود خدا کی ذات ہوتی ہے۔ ان کی حقیقی خوشی اس امر میں مضمر ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا نام دنیا میں بلند ہو۔ اور اسکی عظمت قائم ہو۔ اس مبارک موقعہ پر قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت کی گئی۔ کہ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم (بقرہ ۱۵۶) ان آیات کی تلاوت کے وقت حاضرین پر رقت طاری تھی۔ اور وہ بار بار آمین کہتے۔ اور درود شریف پڑھتے۔ اور زبان حال سے بارگاہ ایزدی میں ملتمس تھے۔ کہ اے خدا ہماری عبادتوں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

فاروق

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۵

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۳۸ء

نوجوان اور جوان ہمت بوڑھے سب اس مجلس خدام الاحمدیہ میں شامل ہو سکتے ہیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے گذشتہ جمعہ میں **نوجوانوں کی تنظیم** کے متعلق خطبہ پڑھا تھا۔ آج اسی سلسلہ میں بعض اور باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے ان خطبات کے یہ معنے نہیں۔ کہ کسی خاص عمر کے آدمی خصوصیت کے ساتھ میرے مخاطب ہیں۔ کیونکہ گو یہ صحیح ہے کہ نوجوان کی اصطلاح ایک خاص عمر کے آدمی کے لئے بولی جاتی ہے۔ لیکن حقیقتاً انسان نوجوان عمر کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ دل کے لحاظ سے ہوتا ہے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ شخص جس کی عمر **اٹھارہ سے چالیس سال** ہے۔ ضرور نوجوان ہو۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ اس عمر کا انسان بوڑھا ہو۔ اور اپنی طاقتوں کو ضائع کر چکا ہو۔ اور یہ ضروری نہیں۔ کہ چالیس سال سے زیادہ عمر کا آدمی ضرور ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص بظاہر بوڑھا یا ادھیڑ عمر کا نظر آتا ہو۔ لیکن اس کا دل خدا تعالےٰ کے سلسلہ کی خدمت کے لئے نوجوانوں سے بھی زیادہ نوجوان ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ایک دن بھی آپ پر ایسا آیا۔ جب آپ بوڑھے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ آپؐ کے اندر جو جوانی تھی۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ جوان آپؐ وفات کے وقت تھے کیونکہ **ایمان انسان کی جوانی کو بڑھاتا** اور حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔

پس گو ظاہری الفاظ میں میرے مخاطب نوجوان ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ جو لوگ عمر کے لحاظ سے اس حد سے آگے گزر چکے ہیں۔ جسے جوانی کی حد کہا جاتا ہے۔ وہ میرے مخاطب نہیں ہیں۔ جن لوگوں کے دل جوان ہیں۔ اور اپنے اندر سلسلہ کے لئے ایک جوش پاتے ہیں۔ ان کی عمر خواہ کتنی بھی کیوں نہ ہو۔ وہ میرے ویسے ہی مخاطب ہیں۔ جیسے چالیس سال سے کم عمر کے لوگ۔

مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی ایک مشہور بزرگ پنجاب میں گزرے ہیں۔ وہ دراصل رہنے والے تو افغانستان کے تھے۔ مگر حکومتِ افغانستان نے بوجہ ان کے اہلحدیث خیالات کے ان کو ملک سے نکال دیا تھا۔ ان کی اولاد انہی کی پیشگوئی کے مطابق ہمارے سلسلہ کی شدید مخالف ہے۔ مگر ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بہت سے رؤیا و کشوف ہوئے تھے۔ گو وہ آپ کے دعویٰ سے قبل ہی فوت ہو گئے۔ اور سلسلہ میں داخل نہ ہو سکے۔ ان کے متعلق ایک **عجیب واقعہ** بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ بہت ہی ضعیف ہو چکے تھے۔ اور مرض الموت میں مبتلا تھے۔ کہ کوئی شخص ان کے پاس آیا۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے لوگ ان سے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مشورہ لے لیا کرتے تھے۔ جیسے آج ہم سے بھی لے لیتے ہیں۔ کوئی مرید ان کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میری لڑکی جوان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکی شادی کا کوئی انتظام ہو جائے۔ مولوی صاحب کے ساتھی جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے چارپائی پر لیٹے لیٹے ہی فرمایا۔ کہ میرے ساتھ ہی شادی کردو بعض لوگ اس واقعہ کو ایک ہنسانے والا واقعہ خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ واقعہ ایسا نہیں۔ ہر شخص اپنی **نیت کے مطابق پھل** پاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کا دلی جوش ان کو یہ خیال بھی نہیں آنے دیتا تھا۔ کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ ان کا جسم جواب دے چکا تھا مگر ایمان کی وجہ سے دین کی خدمت کے لئے جو روحانی قوت وہ اپنے اندر محسوس کرتے تھے۔ اس کے ماتحت ان کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ایک صحابی کا واقعہ بھی اس سے مشابہ ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک ہی ایک ایسے شخص ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم کہلاتے ہیں۔ ان کے سوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی خادم نہیں رکھا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت انسؓ کی والدہ انہیں آپؐ کے پاس لائیں۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مرد تو اور طرح خدمت کرکے ثواب حاصل کرتے ہیں۔ مگر میں عورت ہوں۔ اور تو کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ میرا لڑکا ہے۔ جسے میں آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں۔ یہ آپ کی خدمت کریگا۔ حضرت انس کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی تھی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی وفات ایک سو دس یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے۔ کہ اس زمانہ میں پیدائش کی تاریخیں عام طور پر یاد نہیں رکھی جاتی تھیں۔ مسلمان چونکہ بہت بڑے مؤرخ تھے۔ اس لئے وفات کی تاریخیں تو پوری طرح محفوظ ہو گئیں۔ مگر پیدائش کی تاریخیں اسلام سے پہلے زمانہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے محفوظ نہیں ہو سکیں۔ حضرت انس جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو بعض لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ اور کہا۔ کہ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور خادم ہیں۔ ہمیں کوئی خدمت بتائیے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ لوگ میری کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر ہو سکے۔ تو **میری شادی کرادیں** میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ جو شخص بغیر شادی کے فوت ہوتا ہے۔ وہ بطال ہے۔ بطال اسے کہتے ہیں۔ جس کی عمر ضائع گئی۔ حضرت انسؓ کی بیوی ان سے کچھ ہی عرصہ پہلے فوت ہوئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ کہ اگر میری شادی کرادو۔ تو میں بطال نہ کہلاؤں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب تو یہ تھا۔ کہ جو شخص اپنی زندگی بھر شادی نہیں کرتا۔ اور اسکی اولاد نہیں ہوتی۔ وہ بطال ہے۔ کیونکہ **اسلام نے رہبانیت کو ناجائز رکھا ہے** مگر حضرت انسؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لفظی بات کو پورا کرنے کے لئے یہ بھی پسند نہ کیا۔ کہ چند دن کی عمر بھی بطال گزاریں۔ حالانکہ اس وقت وہ عمر کی اس حد سے گزر چکے تھے جس میں بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی دراصل ان کے **دلی جوش کا نتیجہ** تھا۔ دین کی خدمت کا جو احساس ان کے دل میں تھا۔ اس کے ماتحت اگرچہ جسم جواب دے چکا تھا۔ مگر کام کی امنگ روح میں موجود تھی۔ اور اسی کے ماتحت وہ بعض اوقات یہ بھول جاتے تھے۔ کہ ہم بوڑھے ہو چکے ہیں۔ یا ہمارے جسم اب جواب دے چکے ہیں۔ پس عمر کوئی چیز نہیں۔ بلکہ درحقیقت انسان کی **امنگ اور حوصلہ** ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حضور اسے مقرب بنا دیتا ہے۔ اور جو اسکی کوششوں کو ہر زمانہ میں جا کر نوجوانوں سے آگے بڑھا دیتا ہے۔ پس ان خطبات میں اگرچہ بظاہر میرے مخاطب وہ لوگ ہیں۔ جن کی عمر چالیس سال سے کم ہے۔ مگر حقیقتاً وہ لوگ بھی میرے مخاطب ہیں۔ جن کی عمر خواہ کتنی ہو۔ مگر خدمت دین میں وہ دوسروں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ ظاہری نوجوانوں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ نوجوانوں کے تو جسم بھی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مگر ان کے جسم جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ اور ان کی مثال ان غربا کی ہوتی ہے۔ جن کے پاس دولت نہیں ہوتی۔ مگر چندوں کے وقت وہ دوسروں

سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں اشارۃً ایک ایسے واقعہ کا ذکر آتا ہے۔ جس کی تفصیلات احادیث سے یوں معلوم ہوتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

چندہ کی تحریک

کی۔ ایک صحابی مجلس سے اٹھے۔ اور جاکر ایک کنوئیں پر کام کیا۔ اور وہاں سے کچھ جو مزدوری کے طور پر حاصل کر کے لائے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دئیے۔ مختلف لوگ چندے لارہے تھے۔ کوئی سینکڑوں اور کوئی ہزاروں روپے۔ مگر انہی میں یہ صحابی بھی وہ جو لے کر آئے۔ جو دونوں ہاتھوں میں تھے۔ اور لاکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اس پر منافق ہنسے اور کہا۔ کہ ان جوؤں سے دنیا فتح کی جائیگی۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ یہ جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہزاروں روپوں سے زیادہ تھے۔ کیونکہ اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ مگر اس نے خیال کیا۔ کہ میں دوسروں سے پیچھے کیوں رہوں۔ اپنے جسم سے کام لیا۔ مزدوری کی۔ اور جو ملا لاکر حاضر کر دیا۔ یہی حال ان بوڑھوں کا ہے۔ جن کے جسم اگرچہ جواب دے چکے ہیں۔ مگر دل جوان ہیں۔ اور وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ثواب میں پیچھے رہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ جوان ہی ہیں۔ بلکہ

جوانوں سے زیادہ ثواب کے مستحق

ہیں۔ جس طرح غریب لوگ باوجود تھوڑی رقم دینے کے کئی زیادہ دینے والوں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی حالت کو سدھارنے اور دین کی خدمت کے لئے تقوےٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں۔

آج اسلام غربت میں ہے

اور اگر آج کوئی جماعت اسے قائم نہ کرے۔ تو تھوڑے عرصہ میں کوئی اس کا نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا۔ ہندو اور عیسائی تو اسے مٹانے میں لگے ہی ہوئے ہیں۔ مگر مسلمان کہلانے والے بھی اصلاحات کے نام سے اسکی تعلیم کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم کو جو قرآن کریم میں ہے۔ بدل دیں۔ ایسے کئی بڑے بڑے مسلمان کہلانے والے موجود ہیں۔ اور دوسرے مسلمان ان پر فخر کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اسلام کی ترقی کے سامان کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ترقی نہیں بلکہ تنزل ہے۔ اور ذلت ہے۔ ایسے وقت میں ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کی جو اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھر قائم کرے۔ اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ظاہری حالات کے لحاظ سے آپ کو ایسے وقت میں بھیجا گیا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ دعوےٰ عقل کے مطابق ہے۔ اسلام جس صورت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لائے مٹ چکا ہے۔ اور ہر دنیا دار یہ سمجھتا ہے۔ کہ پھر اسی صورت میں قائم نہیں کیا جا سکتا۔ آج ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ملے گا۔ جو دیانتداری سے یہ سمجھتا ہو۔ کہ

اسلامی پردہ

پھر دنیا میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور غیر تو ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے۔ خود مجھے ایک بڑے سرکاری افسر نے نہایت ہی حیرت سے پوچھا۔ کہ کیا آپ بھی یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلامی پردہ اب دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں تو آپ کو عقلمند سمجھتا ہوں۔ کیا آپ بھی ایسی

جہالت کی بات

کے قائل ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ پردے سے زیادہ اہم امور ہیں۔ جن میں تبدیلی کو ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ مگر ان میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ میں نے اس افسر سے کہا۔ کہ آپ تو تاریخدان ہیں۔ کیا آپ کو ایسے امور معلوم ہیں۔ یا نہیں۔ کہ جن کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مگر آخرکار ہو گئی۔ اس نے کہا۔ کہ ہاں ایسے امور تو ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ جب مثالیں موجود ہیں۔ تو باقی صرف

یقین کی بات

رہ جاتی ہے۔ مجھے یہ یقین ہے۔ کہ ایسا ہو کر رہیگا۔ اور آپ سمجھتے ہیں۔ نہیں ہو سکتا۔ آج سے ۲۵ سال قبل کون کہہ سکتا تھا۔ کہ

یورپ میں ڈیماکریسی کا خاتمہ

ہو جائے گا۔ صرف ۲۵ سال قبل یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ تمام بادشاہتیں مٹ کر ان کی جگہ جمہوری سلطنتیں قائم ہو جائیں گی۔ مگر آج علے الاعلان جرمنی اٹلی اور سپین میں ڈیماکریسی کی ہنسی اڑائی جارہی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ کیسے بیوقوف وہ لوگ ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ ڈیماکریسی کے ذریعہ کسی ملک کی ترقی ہو سکتی ہے۔ سارے افراد کہاں اتنے عقلمند ہو سکتے ہیں۔ کہ ملکی ترقی کے وسائل کو سمجھ سکیں۔ صرف چند لوگ ہی ایسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے چل کر ہی ترقی ہو سکتی ہے۔ انگلستان کے سیاستدانوں کی آج سے صرف

۲۵ سال قبل کی کتابیں پڑھو

ان میں اس خیال کا شائبہ بھی نہیں ملے گا۔ جو آج دنیا میں قائم اور رائج ہے۔ ان کتابوں میں یہی ہے۔ کہ ہم نے دنیا میں ڈیماکریسی کے اصول کو قائم کیا ہے۔ اور آج ہم اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور دنیا میں یہی اصول غالب ہے۔ مگر آج ان میں سے کئی ایک کی تقریریں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ آج سوائے انگلستان کے ڈیماکریسی کے اصول کہیں بھی قائم نہیں کتنا بڑا فرق ہے۔ کتنا قلیل زمانہ اور کتنا

وسیع تغیر

ہے۔ پس اگر دنیا کے لوگوں کی کوششوں سے دنیا کے خیالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی مدد سے کیوں نہیں ہو سکتے۔ فرق صرف یقین اور ایمان کا ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے خیالات میں تبدیلی کا ذریعہ یونیورسٹیاں اور بڑے بڑے بارسوخ لیڈر ہیں۔ اور وہی دنیا کے خیالات کو بدل سکتے ہیں۔ مگر ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی مدد سے یہ تغیر ہو سکتے ہیں۔ تغیرات کے ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اسلام کے مخالف کہتے ہیں کہ دنیا چونکہ ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں اس لئے یہ تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ اس تبدیلی کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس لئے یہ ہو کر رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے جو ارشاد فرمایا۔ وہ اس زمانہ میں غیر ممکن نظر آتا ہے۔ آج سارے کے سارے مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام اپنی اصلی صورت میں دوبارہ قائم نہیں ہو سکتا۔ مگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ

ہے۔ کہ اسی صورت میں اسلام دوبارہ قائم کیا جائے گا۔ صرف اسلام کا نام قائم نہیں ہوگا۔ بلکہ اسکی صورت بھی وہی ہوگی۔ آج ٹرکی اسلام کی تعلیم میں تمام تبدیلیوں کے بعد یہ کہتا ہے۔ کہ مسلمان کامیاب ہو گئے۔ ایران تمام تغیرات کے باوجود مسلمانوں کی کامیابی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ ان ممالک میں سود قائم کیا گیا ہے۔ پردہ اڑا دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کو عربی میں پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔

عربی کیرکٹر اور حروف کو مٹانے کی پوری کوشش

کی جارہی ہے۔ ایشیائی خصوصاً عربی لباس کو مٹانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ اور ان سب باتوں کے باوجود کہا یہ جاتا ہے۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہماری فتح اسلام کی فتح ہے۔ حالانکہ ان ممالک کی فتح اسلام کی فتح نہیں کہی جا سکتی۔ انگریزوں کو اگر فتح ہو۔ تو یہ کسی مذہب کی نہیں۔ بلکہ انگریز قوم کی فتح سمجھی جائے گی۔ کیونکہ انگریز کسی مذہب کا نام نہیں۔ مگر اسلام مذہب کا نام ہے۔ اگر وہ قائم نہیں ہوتا۔ تو اسلام کی بہرحال شکست ہے۔ اور فتح ان لوگوں کی ہوگی۔ جو اپنے ملک میں ایک نیا نظام قائم کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے لئے ایسی فتح کے مدعی نہیں۔ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ پھر اسلام کو فتح حاصل ہوگی۔ اور ہم نے یہ فتح حاصل کرنی ہے۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کام کی راہ میں کسقدر مشکلات حائل ہیں۔

ایک ایک قدم بڑھانا مشکل ہو رہا ہے

بیرونی مخالفتوں کے علاوہ جماعت میں لوگوں کے اندر وسوسے پیدا ہو رہے ہیں۔ کئی منافق ہیں۔ جو فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ میں نے تحریک کی۔ کہ لوگوں کو نبوت کے طریق پر لانا چاہیئے۔ اور اس پر میں اعتراض سُن رہا ہوں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طریق پر نہیں چلاتے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ورثہ پر کوئی زور نہیں دیا۔ اور جماعت میں اسے قائم نہیں کیا۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمیشہ کے لئے ورثہ کے حکم کو مٹا دینا چاہیئے۔ اسی طرح

ڈاڑھی رکھنے کا مسئلہ

ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم تو نصیحت کر دیتے ہیں۔ جسے ہمارے ساتھ محبت ہوگی۔ وہ خود رکھے گا۔ ہماری ڈاڑھی ہے۔ اور جو ہمارے ساتھ محبت کرے گا۔ وہ خود رکھ لے گا۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اب ہمیں ڈاڑھی رکھنے پر کوئی زور نہیں دینا چاہیئے۔ میرے پیش کردہ اصول پر اگر اعتراض کیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ سوائے ان چند عقائد کے جن کے پھیلانے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں زور دیا گیا۔ اور کسی بات کو جاری کرنا جائز نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس پیشگوئی کے ماتحت کہ

جماعت کی ترقی آہستہ آہستہ ہوگی

ان باتوں کو بعد میں آنے والوں کے لئے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس وقت جماعت اتنی پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ اور کسی نظام کے ذریعہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرانا مشکل تھا۔ پس اگر اس اصل کو مان لیا جائے۔ کہ جس بات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبر سے کام نہیں لیا۔ ہمیں بھی زور نہیں دینا چاہیئے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے قرآن کریم پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر یہ بات درست نہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ ہر مناسب موقعہ پر اس کے لئے کوشش کیجاسکتی

ہے۔ میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ ہمارا فرض ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کو قائم کرنے کے لئے پوری کوشش کریں۔ خواہ ۵۰ سال کا عرصہ کیوں نہ گزر چکا ہو اور معترض کا مقام یہ ہے۔ کہ لوگ آزاد ہیں۔ جس طرح چاہیں کریں۔ گویا اس کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ اسلام کا قیام اصل غرض نہیں۔ اصل غرض صرف یہ ہے۔ کہ احمدی کہلایا جائے۔ اور میرا یہ کہ **اصل چیز صحیح اسلامی تعلیم کا قیام ہے** صرف منہ سے احمدی کہلانا کوئی چیز نہیں۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ دنیوی نقطۂ نگاہ سے اس کا اصول صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کا قیام ناممکن ہے۔ مگر میں اسے بالکل ممکن سمجھتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ ہو کر رہے گا۔ وہ اپنے ایمان کے مطابق بات کرتا اور مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور میں اپنے ایمان کے مطابق امید پر قائم ہوں۔ اور دراصل **مقابلہ اسکی مایوسی اور میرے ایمان کا ہے**

ایک طرف اسکی مایوسی ہے۔ جو کہتی ہے۔ کہ چھوڑ دو اس کوشش کو اس میں کامیابی نہیں۔ اور دوسری طرف میرا ایمان کہتا ہے۔ کہ یہ ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہو کر رہے گا۔ اسلئے ہمیں جلدی اسے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تا اس کا ثواب ہمیں ہی ملے۔ دوسروں کو کیوں ملے۔ بعد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ ثواب حاصل کرنے کے اور سامان پیدا کر دے گا۔ اور اس جدوجہد میں جسے میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔ کامیابی کے لئے **بہترین وجود** نوجوان ہی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ورثہ کو ہی لے لو والدین کی وفات کے بعد ورثہ انہی کے ہاتھ میں آتا ہے۔ اور وہی اسکو تقسیم کرنیوالے ہونگے۔ وہ اگر چاہیں۔ تو اپنی بہنوں اور ماؤں کو حصہ دیں۔ اور چاہیں۔ تو نہ دیں۔ قانون ان پر کوئی جبر نہیں کرتا۔ بلکہ قانون تھوڑا سا جبر اس رنگ میں کرتا ہے۔ کہ وہ حصہ نہ دیں۔ اگر ہمارے نوجوان اس بات کے لئے تیار ہو جائیں اور کہیں کہ خواہ ہمارے لئے کچھ بچے یا نہ بچے۔ اور خواہ ہم غریب ہو جائیں **ہم ورثہ کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہی تقسیم کریں گے** تو ہر شخص یہ تسلیم کرے گا۔ کہ یہ جماعت ہے۔ جس نے اسلام کی تعلیم کو عملاً دنیا میں قائم کر دیا ہے۔ پس اگر ہمارے نوجوان اصلاح کر لیں۔ اور اقرار کر لیں۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ اسلام کی تعلیم کو قائم کریں گے۔ تو مایوس لوگ خود بخود اپنی شکست کا اقرار کر لیں گے۔ کیونکہ جب کوئی واقعہ ہو جائے۔ تو پھر اعتراض خود بخود مٹ جاتے ہیں۔

جو لوگ بھی خدا تعالےٰ کے دین کی مدد کرنے والے ہوں گے۔ خدا تعالےٰ کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ وہی کامیاب ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر **کرامات الصادقین** میں ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ الہامی ہے۔ اور وہ شعر یہ ہے۔ ؎

وانی انا الرحمٰن ناصر حزبہ
ومن کان من حزبی فیعلی وینصر

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں رحمٰن ہوں جسکی دین اور بخشش اور رحمت سب پر وسیع ہے اور کافر و مومن میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ اور میرے دین کے جو مخالف ہیں۔ میری رحمت ان کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ دیکھو سانس لینے کے لئے ہوا اور پانی اور روشنی کا سامان میں نے ان کے لئے بھی جو میرے **دین کی مخالفت** کرتے ہیں۔ ویسا ہی کیا ہوا ہے۔ جیسے مومنوں کے لئے۔ کیونکہ میں رحمٰن ہوں۔ پھر یہ کوئی کیونکر خیال کر سکتا ہے۔ کہ جو میرا ہو جائے۔ میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اور اسکی مدد پر کمربستہ نہیں ہوں گا۔ گویا پہلے مصرعہ کا نتیجہ آگے بیان کیا ہے۔ کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کے حزب ہو جاتے ہیں۔ انہیں غلبہ دیا جاتا ہے۔ اور مدد کی جاتی ہے۔ پس جو بھی **اللہ تعالےٰ کی جماعت** میں داخل ہو جائے۔ اسے مدد ملنا یقینی ہے۔ کیونکہ جو رحمٰن اپنے دین کے مخالفوں کو بھی فیض سے محروم نہیں رکھتا۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جو اس کا ہو جائے۔ وہ اسکی مدد نہ کرے۔ وہ ماں جو غیر کے بچہ سے محبت کرتی اور پالتی ہے۔ اپنے بچے کے ساتھ اسکی محبت کا اندازہ کرنا بالکل آسان ہے۔ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں غیر سے بھی حسن سلوک کرتا ہوں۔ میرا سورج ہے وہ تم کو ہی نہیں۔ بلکہ ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ بلکہ یہ تو پھر بھی خدا کے کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہیں۔ دہریوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے بادل آتے ہیں۔ مگر کیا کبھی تم نے دیکھا۔ کہ وہ مومن کے کھیت کو تو سیراب کریں۔ اور غیر مومنوں کے کھیتوں کو چھوڑ دیں۔ کیا کبھی یہ ہوا ہے۔ کہ اسکی ٹھنڈی ہوائیں تمہارے لئے تو ٹھنڈی اور آرام پہنچانے والی ہوں۔ مگر کافروں کے لئے **گرم لو** بن جائیں۔ وہ اسی طرح ان کو بھی لذت پہنچاتی ہیں۔ جس طرح تمہیں۔ تو جو رحمٰن خدا ہے۔ اور جس کے فضلوں کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ جو اس کا ہو جائے۔ وہ اسے چھوڑ دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام ہے۔ جو وہ اصل پنجابی کا ایک پرانا شعر ہے۔ مگر آپ پر بھی الہاماً نازل ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ **جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو** یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ساری دنیا کو اسی کا بنا دیتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ کو اسکی تائید میں لگا دیتا ہے۔ شرارتیں بھی ہوتی ہیں۔ مخالفتیں بھی ہوتی ہیں۔ فتنے بھی اٹھتے ہیں۔ مگر اسے مٹانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اسکی عزت اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے۔ ایک شخص اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں تباہ نہیں ہوا۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ کہ تم پر کوئی آفت تو آئی نہیں۔ تم تباہ نہ ہوئے۔ تو کونسے تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک کو لوگ سمندر میں پھینکتے ہیں۔ آگ میں ڈالتے ہیں۔ مگر وہ نہیں مرتا۔ تو دوسرے اس سے لازماً مرعوب ہوتے اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ کوئی غیر معمولی آدمی ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں۔ جو آگ میں نہیں جلے۔ اور ہم سب کا یہاں موجود ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہم آگ میں نہیں جلائے گئے۔ مگر کیا ہمارا نہ جلنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہ جلنا ایک ہی بات ہے کیا اگر کوئی کہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا تھا۔ تو تم بھی اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو۔ کہ ہمیں بھی نہیں جلایا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی نسبت ہی نہیں تم کو آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور پھر وہ نہیں جلے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے **نیک بندوں پر حملے** ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کو تباہی سے بچاتا ہے۔ تا وہ کہہ سکیں۔ کہ ان کو تباہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مگر وہ تباہ ہوئے نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ کہ وہ آگ میں نہیں جلے۔ ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر تمہارا یہ کہنا کہ تم آگ میں نہیں جلے۔ ایک پاگل کی بڑ سمجھی جائے گی۔ کیونکہ تمہیں جلانے کی کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے بادشاہ اور رعایا سب نے اکٹھے ہو کر کوشش کی۔ اور آپ کو آگ میں ڈال کر جلانا چاہا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے بارش نازل کر کے آگ کو بجھا دیا۔ اور ایک ایسا نشان ظاہر کیا جس سے سب مخالف مرعوب ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنا ارادہ ہی چھوڑ دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تباہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اور یہ **آخری غلبہ ہی خدا تعالیٰ کا نشان ہوتا ہے** اور یہی ثابت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کو وہ عظمت اور شان حاصل ہے۔ جو دوسروں کو نہیں۔ اور یہ مقام کسی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ہر انسان کو دعوت دیتا ہے۔ کہ وہ آئے اور اسے حاصل کرے

پس یہ خیال مت کرو۔ کہ یہ مقام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔

نبوت اور چیز ہے اور یہ مقام اور چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید حاصل کرنے کے لئے نبوت شرط نہیں۔ بلکہ یہ کامل مومن کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت امام حسین رضہ نبی نہ تھے۔ اور بظاہر ان کو یزید کے مقابلہ میں شکست بھی اٹھانی پڑی۔ یزید اس وقت تمام عالم اسلامی کا بادشاہ تھا۔ اور اس وقت چونکہ تمام متمدن دنیا پر اسلامی حکومت تھی۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ تھا۔ اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک دنیا پر اس کے رشتہ داروں میں حکومت رہی۔ اور اس وقت ممبروں پر حضرت علی اور آپ کے خاندان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ یزید کو اتنی بڑی حکومت حاصل تھی۔ کہ آج کل کسی کو حاصل نہیں آج انگریزوں کی سلطنت بہت بڑی سمجھی جاتی ہے۔ مگر ذرا مقابلہ تو کریں۔ **بنو امیہ کی حکومت** سے جن کے خاندان کا ایک فرد یزید بھی تھا۔ انگریزوں کی حکومت کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ فرانس سے شروع ہو کر سپین۔ مراکو الجزائر۔ طرابلس اور مصر سے ہوتی ہوئی عرب۔ ہندوستان۔ چین۔ افغانستان۔ ایران روس کے ایشیائی حصوں پر ایک طرف اور دوسری طرف ایشیائے کوچک سے ہوتے ہوئے یورپ کے کئی اجزاء تک یہ حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس قدر وسیع سلطنت آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ موجودہ زمانہ کی دس پندرہ سلطنتوں کو ملا کر اس کے برابر علاقہ بنتا ہے۔

اور اتنی بڑی سلطنت کا ایک بادشاہ ہوتا تھا۔ جن میں سے قریباً ہر ایک حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ اس لئے ممبروں پر کھڑے ہو کر ان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ اس وقت کون کہہ سکتا تھا۔ کہ ساری دنیا میں

امام حسینؓ کی عزت

پھر قائم ہوگی۔ اور اس وقت کوئی وہم بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یزید کو بھی لوگ گالیاں دیا کریں گے۔ مگر آج نہ صرف تمام علاقہ میں جہاں حسینؓ کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی کیونکہ بعد میں اسلامی حکومت اور بھی وسیع ہو گئی تھی گو وہ ایک بادشاہ کے ماتحت نہ رہی۔

سب جگہ یزید کو گالیاں دی جاتی ہیں

اور حضرت امام حسینؓ کی عزت کی جاتی ہے۔ گو آپ نبی نہ تھے۔ صرف ایک برگزیدہ انسان تھے۔ اور حق کی خاطر کھڑے ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی دی۔ بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہوگا۔ کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ مگر آج یزید دنیا میں واپس آئے (اگرچہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں۔ کہ مُردے دنیا میں واپس آئیں) تو کیا تم میں سے کوئی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ یزید ہونے کو پسند کریگا۔ جس دن حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے۔ وہ کسقدر غرور اور فخر کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھتا ہوگا۔ اور اپنی کامیابی پر کس قدر نازاں ہوگا۔ لیکن آج اگر اسے اختیار دیا جائے۔ کہ وہ امام حسینؓ کی جگہ کھڑا ہونا چاہتا ہے۔ یا یزید کی جگہ۔ تو وہ بغیر ایک لمحہ کے توقف کے کہہ اٹھے گا۔ کہ میں

دس کروڑ دفعہ امام حسینؓ کی جگہ

کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ اور اگر حضرت امام حسینؓ سے کہا جائے۔ کہ وہ یزید کی جگہ ہونا پسند کریں گے۔ یا اپنی جگہ۔ تو وہ بغیر کسی لمحہ کے توقف کے کہہ اٹھیں گے کہ دس کروڑ دفعہ اسی جگہ پر جہاں وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ کسی اور سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر یزید خود آئے۔ تو اس کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہوگا۔ فرعون اپنے زمانہ حکومت میں حضرت موسیٰ کو کیا سمجھتا ہوگا۔ وہ ہنستا اور کہتا تھا۔ کہ یہ شخص پاگل ہے۔ اس کا دماغ خراب ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ مجنون ہے۔ لیکن اگر آج فرعون کی روح دوبارہ دنیا میں لائی جائے۔ تو بتاؤ۔ کیا وہ اسی تخت پر بیٹھنا پسند کرے گا۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ادنیٰ خادموں میں کھڑا ہونا۔ وہ بغیر ایک لمحہ کے سوچنے کے کہہ اٹھے گا۔ کہ میں

موسیٰؑ کے ادنیٰ ترین خادموں میں

کھڑا ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن لوگوں نے پھانسی دی۔ وہ افسر اور وہ مجسٹریٹ جس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہ شخص حکومت کا مخالف اور لائق تعزیر ہے۔ اور وہ علماء جنہوں نے یہ کہا۔ کہ یہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر آج انہیں دوبارہ دنیا میں لایا جائے۔ اور پوچھا جائے۔ کہ بقول ان کے وہ ذلیل ماچھی جو اس وقت حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ کھڑا ہونا وہ زیادہ پسند کرینگے یا اس بات کو کہ ان کو روم کا شاہنشاہ بنا دیا جائے تو وہ ایک منٹ کے لئے بھی غور کئے بغیر کہہ اٹھیں گے۔ کہ وہ ان ماچھیوں کی رفاقت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ آج

پیٹر اور یعقوب

کے نام پر کروڑوں عیسائی جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اس زمانہ کے گورنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو کوئی جانتا بھی نہیں۔

پس تم میں سے بھی جو حزب اللہ میں اپنے آپ کو شامل کرلیگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کی ویسی ہی مدد کرے گی۔

میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ حکومت کے بعض مجسٹریٹ جماعت کے خلاف بہت

بُرے ریمارکس

کرتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایسے ہی ریمارکس حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسی باتیں کہی جاتی تھیں۔ لیکن انہی بادشاہوں اور گورنروں اور افسروں کو اگر سو دو سو سال بعد دنیا میں لایا جائے۔ تو یہی کہیں گے۔ کہ وہ باتیں سب جھوٹ تھیں۔ اور ہمیں اس سلسلہ کی ادنیٰ خدمت ہی زیادہ پسند ہے۔ جھوٹ خواہ کسی بادشاہ کی زبان سے نکلے۔ یا وزیر کی زبان سے خواہ کسی وائسرائے کی زبان سے نکلے۔ یا گورنر کی زبان سے آخر جھوٹ ہے۔ اور

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

ظلم کبھی کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔ اس لئے اگر تم اپنے اندر سے ظلم کو نکال دو۔ اور حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ تو تمہیں کوئی خفیہ تدبیریں اور منصوبے جیسے آج بعض حکام کی مدد سے کئے جا رہے ہیں۔ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ سب جھاگ ہے۔ اور جھاگ ہمیشہ مٹ جاتی ہے۔ اور پانی قائم رہتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ

تم حزب اللہ بن جاؤ

اسلام اور اللہ تعالےٰ کی محبت۔ نیکی۔ سچائی ہمت اپنے دلوں میں پیدا کرلو۔ دنیا کی بہتری کی کوشش میں لگ جاؤ۔ اور بنی نوع کی خدمت کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔ پھر خواہ دنیا تمہیں سانپ اور بچھو بلکہ پاخانہ اور پیشاب سے بھی بدتر سمجھے۔ تم کامیاب ہوگے۔ اور خواہ کتنی طاقتور حکومتیں تمہیں مٹانا چاہیں۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔ اور تم جو آج اس قدر کمزور سمجھے جاتے ہو۔

تم ہی دنیا کے روحانی بادشاہ ہوگے

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم کو دنیا کی بادشاہت مل جائے گی۔ بلکہ میں تو یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ تم تحصیلدار بن جاؤ گے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ تم ایک کنسٹیبل ہی بن جاؤ گے۔ ظاہری حیثیت خواہ تمہاری چپڑاسی سے بھی بدتر ہو۔ مگر دنیا پر قیامت نہیں آئے گی۔ جب تک کہ تم کو بادشاہوں سے بڑا اور تم پر ظلم کرنے والوں کو ادنیٰ نوکروں سے بھی بدتر نہیں بنا دیا جائیگا قرآن کریم یہی بتاتا ہے۔ کہ تم پر ظلم کرنے والوں کو جب تک ذلیل ترین وجودوں کی شکل میں اور تم کو

معزز ترین صورت

میں پیش نہ کیا جائے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی بے شک تم مر چکے ہوگے۔ بلکہ تم میں سے بعض کی نسلیں بھی باقی نہ ہونگی۔ مگر نیک نامی کے مقابلہ میں نسلیں چیز ہی کیا ہیں۔ آج یہ بحث ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد تھی یا نہیں لیکن کیا ان کی اولاد نہ ہونے سے یا اگر تھی تو معلوم نہ ہونے سے ان کی عزت کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زندگی میں روم کے بادشاہ کو شاید ان کا علم بھی نہ ہو۔ مگر آج روم کی ہی حکومت نہیں بلکہ ویسی ہی بیسیوں اور حکومتیں ان کی روحانی بادشاہت کے ماتحت ہیں۔ اٹلی۔ جرمنی۔ فرانس سپین۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ رومانیہ بلغاریہ اور چیکو سلاویکیہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی رعایا ہیں۔ اس زمانہ میں رومی سلطنت کا ایک چپڑاسی بھی آکر کہتا۔ کہ چلیئے آپ کو بلاتے ہیں۔ تو آپ کی مجال نہ ہو سکتی تھی۔ کہ انکار کریں۔ اس وقت آپ کے مخالف آپ کو دکھ دینے کے لئے مشہور کیا کرتے تھے۔ کہ آپ حکومت کے دشمن ہیں۔ اور خود بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ آجکل ہمارے مخالف ہمارے خلاف شور کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اس سلسلہ میں آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا قیصر روم کو ٹیکس دینا جائز ہے۔ اس سوال سے غرض یہ تھی۔ کہ اگر تو آپ کہیں گے۔ کہ ٹیکس دینا جائز ہے۔ تو یہودی کہہ سکیں گے۔ کہ یہ شخص یہودیوں کا بادشاہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو روم کو ٹیکس دینا جائز قرار دیتا ہے۔ اور اگر کہیں گے۔ کہ ٹیکس مت دو۔ تو

حکومت کا باغی

قرار پائیں گے۔ آپ نے اس سوال کا جواب ایک اور سوال سے دیا۔ کہ روم کے سپاہی آپ لوگوں سے کیا مانگتے ہیں۔ اس کے جواب میں سوال کرنے والوں نے کہا۔ کہ روپیہ مانگتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا۔ روپیہ پر کس کی تصویر ہے۔ سوال کرنے والوں نے کہا۔ کہ روم کے بادشاہ کی۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ جو چیز قیصر کی ہے۔ وہ اسے دو۔ اور جو خدا کی ہے وہ خدا کو (متی باب ۲۲ آیت ۲۱) اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں تم سے فقط دین مانگتا ہوں۔ ٹیکس بادشاہ کا حق ہے۔ وہ اسے دو۔ یہی ہم کہتے ہیں۔ کہ جو چیز انگریز کی ہے۔ وہ اسے دو۔ انگریز ٹیکس مانگتا ہے۔ جو اسے دینا چاہیئے۔ مگر

ہم دل مانگتے ہیں

انگریز دل نہیں مانگتا۔ اور مانگ بھی نہیں سکتا۔ جو تلوار روپیہ لیتی ہے۔ وہ اس کے پاس ہے۔ اور جو دل لیتی ہے۔ وہ ہمارے پاس ہے۔

پس میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ حزب اللہ بنو۔ پھر دیکھو۔ کس طرح اللہ تعالےٰ کی نصرت تمہیں کامیاب کرتی ہے۔ اب بھی تمہیں اسکی نصرت حاصل ہے۔ مگر پھر

خصوصی اور فردی نصرت

حاصل ہوگی۔ آج کل کی نصرت کی مثال تو ویسی ہی ہے۔ جیسے کسی کے گھر کو آگ لگے۔ تو لوگ اس کا سامان اٹھا اٹھا کر باہر نکالتے ہیں۔ عزت تو اسکی ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے نوکر کا سامان بھی باہر اٹھا لاتے ہیں۔ محلہ کے لوگ بھی پہنچ جاتے ہیں۔ فائر بریگیڈ بھی۔ پولیس بھی۔ فرض کرو۔ مکان کسی گورنر یا ڈپٹی کمشنر کا ہو۔ تو جس جوش سے لوگ اس کا سامان نکالتے ہیں۔ اس جوش سے اگر اس کے نوکر کے گھر میں آگ لگے۔ تو کبھی نہ نکالیں گے۔ لیکن اسی نوکر کا سامان جب آقا کے سامان کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ تو اسکو بھی احتیاط سے نکال لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ نکالنا طفیلی ہوتا ہے۔ اسی طرح اب بھی اللہ تعالےٰ تمہاری مدد تو کرتا ہے۔ مگر

یہ مدد طفیلی ہے

لیکن اگر تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ تو پھر تمہیں ذاتی نصرت بھی حاصل ہوگی۔ اور طفیلی بھی۔ اس وقت تمہاری نصرت اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سمجھتا ہے۔ اسکی ذلت سے سلسلہ کی ذلت ہوگی۔ مگر حزب اللہ میں داخل ہونے کے بعد اس لئے بھی نصرت ہوگی کہ اللہ تعالےٰ کہے گا۔ اس کی ذلت سے میری

ذلت ہوگی۔ اگر یہ بدنام ہؤا۔ تو چونکہ یہ میرا دوست ہے۔ اس لئے مجھ پر الزام آئے گا۔ کہ میں نے

دوست سے وفاداری

نہیں کی۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے۔ گو تم نے اس زمانہ کو نہیں پایا۔ مگر ہم نے اسے پایا۔ اور دیکھا ہے۔ پس اس قدر قریب زمانہ کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں۔ اور نشانات جانے دو۔

مسجد مبارک کو ہی دیکھو

مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے۔ اس کے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے۔ یہ اس زمانہ کی مسجد تھی۔ اور اس میں نماز کے وقت کبھی ایک اور کبھی دو سطریں ہوتی تھیں۔ اس ٹکڑہ میں تین دیواریں ہوتی تھیں۔ ایک تو دو کھڑکیوں والی جگہ میں جہاں آجکل پہرے دار کھڑا ہوتا ہے۔ اس حصہ میں امام کھڑا ہؤا کرتا تھا۔ پھر جہاں اب ستون ہے۔ وہاں ایک اور دیوار تھی۔ اور ایک دروازہ تھا۔ اس حصہ میں صرف دو قطاریں نمازیوں کی کھڑی ہو سکتی تھیں۔ اور فی قطار غالباً پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ اس حصہ میں اس وقت کبھی ایک قطار نمازیوں کی ہوتی۔ اور کبھی دو ہوتی تھیں مجھے یاد ہے۔ جب اس حصۂ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصہ میں نمازی کھڑے ہوئے۔ تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ گویا جب پندرھواں یا سولھواں نمازی آیا۔ تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے۔ کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ تم نے غالباً غور کر کے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوگی۔ مگر وہ ابھی تک موجود ہے۔ جاؤ اور دیکھو۔ صحابہؓ کا طریق تھا۔ کہ وہ پرانی باتوں کو کبھی کبھی عملی رنگ میں قائم کر کے بھی دیکھا کرتے تھے۔ اس لئے تم بھی جا کر دیکھو۔ اس حصہ کو الگ کر دو۔ جہاں امام کھڑا ہوتا تھا۔ اور پھر وہاں

فرضی دیواریں

قائم کرو۔ اور پھر جو باقی جگہ بچے۔ اس میں جو سطریں ہوں گی۔ ان کا تصور کرو۔ اور اس میں تیسری سطر قائم ہونے پر ہمیں جو حیرت ہوئی۔ کہ کتنی بڑی کامیابی ہے۔ اس کا قیاس کرو۔ اور پھر سوچو کہ خدا تعالےٰ کے فضل جب نازل ہوں۔ تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا۔ اور بچپن میں کبھی کھیلنے کے لئے ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا۔ وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں۔ اس وقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آکر احمدی بھی ہوگئیں۔ مجھے دیکھکر کہا کرتی تھیں۔ کہ

جیہو جیہا کال اوہو جئی کو کو

یہ بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا۔ اس پنجابی فقرہ کے معنے نہیں سمجھ سکتا تھا چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا۔ کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جیسے کوّا ہوتا ہے۔ ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔ کوّے سے مراد (نعوذ باللہ) تمہارے ابا ہیں۔ اور کوکو سے مراد تم ہو۔ مگر پھر میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے۔ کہ وہی تائی صاحبہ اگر میں کبھی ان کے ہاں جاتا۔ تو بہت عزت سے پیش آتیں۔ میرے لئے گدّا بچھاتیں۔ اور احترام سے بٹھاتیں۔ اور ادب سے متوجہ ہوتیں۔ اور اگر میں کہتا۔ کہ آپ کمزور ہیں۔ ضعیف ہیں۔ بلیں نہیں۔ یا کوئی تکلیف نہ کریں۔ تو وہ کہتیں۔ کہ آپ تو میرے پیر ہیں۔ گویا وہ زمانہ بھی دیکھا۔ جب میں کوکو تھا۔ اور وہ بھی جب میں پیر بنا۔ اور ان ساری چیزوں کو دیکھکر تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ خدا تعالےٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے۔ تو کس طرح بدل دیتا ہے پس ان انسانوں کو دیکھو۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو۔ کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے۔ اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ تمہید میں ہی زیادہ وقت صرف ہوگیا۔ اور ابھی گھنٹی نے بتایا ہے۔ کہ ساڑھے تین بج چکے ہیں۔ پس چونکہ تھوڑی دیر میں ہی عصر کا وقت ہو جائے گا۔ اسلئے میں مضمون کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں اسے ختم کروں گا۔ لیکن اس وقت پھر اختصار سے جماعت کے نوجوانوں کو خواہ وہ قادیان کے ہوں۔ یا باہر کے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

اپنے دلوں میں ایک عزم اور ارادہ لے کر کھڑے ہوں

کہ ہم نے خدا تعالےٰ کو حاصل کرنا ہے۔ اور اس طرز پر اپنی زندگیاں گزاریں۔ کہ ان کا وجود ہی خدا تعالیٰ کا نشان بن جائے۔ یہ نہ ہو۔ کہ صرف ان کی زبانیں نشانات بیان کریں۔ بلکہ ایسا ہو۔ کہ ان کے جسم بھی خدا تعالےٰ کا نشان بن جائیں۔ اور یہ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ان کے لئے بھی اپنے فضلوں کے دروازے ویسے ہی کھلے رکھے ہیں۔ جیسے ان سے پہلوں کے لئے کھولے گئے تھے۔ (الفضل)

سائنس کا نیا کرشمہ

لڑکا پیدا کرلو یا لڑکی

اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اور نہ معلوم کتنے عرصہ سے یہ خواہش لوگوں خصوصاً ماؤں میں چلی آئی ہے۔ اب انگلستان میں اسے عملی صورت دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ایک سو عورتیں جو لنڈن کے ایک بڑے ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ اور جنہوں نے یہ کہا۔ کہ "وہ لڑکا چاہتی ہیں"۔ یا لڑکی چاہتی ہیں"۔ ان میں سے ۷۵ کی آرزو پوری ہوگئی۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ باقی ۲۵ مائیں ان ہدایات پر جو ان کو دی گئی تھیں۔ ٹھیک طور پر عمل کرنے سے قاصر رہیں۔

ماہر ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ جنس کو اپنی مرضی کے مطابق پیدا کرنے کا کام اب اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ ماں کی صحت کے وہ خاص حالات معلوم کر لئے جاتے ہیں۔ جن میں خاص علاج کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔

ہارلی سٹریٹ کے ایک ڈاکٹر نے ۱۴ر جنوری کے اخبار ڈیلی ایکسپریس میں اظہار خیالات کیا تھا جسب خواہش لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کا خیال جو ماں کے جسم کی کیمیاوی ساخت پر منحصر ہے۔ اس کا اثر بچے کی جنس پر پڑتا ہے۔

جن عورتوں کے مزاج میں ترشی اور تیزابیت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ عام طور سے لڑکیاں جنتی ہیں اگر جسم میں الکلی کا غلبہ ہو۔ تو لڑکے پیدا ہوتے ہیں جسم کے کیمیاوی اجزا میں اضافہ کرنے یا ان میں تبدیلی کرنے سے ماں یا بچے کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر کرنا ممکن ہے۔ بچہ کی جنس کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ (ماخوذ)

ریاست بڑودہ میں جادُو ٹونہ کی ممانعت

ہمعصر شیر پنجاب لکھتا ہے۔ کہ بڑودہ ۱۲ر اپریل لیگل ریمبرنسر بڑودہ کی طرف سے سرکاری گزٹ میں ایک مسودہ قانون شائع کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کو جنتر منتر کے جاہلانہ علاج سے نجات دلائی جائے۔ بل کے متعلق لیگل ریمبرنسر نے لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی شخص پر کسی قسم کا جنتر منتر کرے گا۔ یا کسی ایجنٹ کے ذریعے اس امر کا اعادہ کرے گا۔ اسے چھ ماہ قید سخت تک کی سزا دی جائیگی۔ گورنمنٹ کو اس امر کا یقین ہے۔ کہ ریاست میں ایسے بہت سے اشخاص موجود ہیں۔ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی قسم کا جادو جانتے ہیں۔ اور اس طرح سے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کے خیالات کی روک تھام کی جائے۔ کیونکہ اس سے مزید جہالت پھیلتی ہے۔

وہابیہ عورت سے نکاح ناجائز ہے

اخبار الفقیہہ امرتسر نے علمائے پٹنہ کا مندرجہ ذیل فتوائے اہلحدیث عورت سے نکاح کے عدم جواز پر شائع کیا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک عورت سنیہ حنفیہ جس کا باپ سنی حنفی ہے۔ اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے۔ یا ممنوع؟ اس میں شرعاً گناہ ہوگا۔ یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ نکاح مذکور ممنوع وناجائز وگناہ ہے۔ غیر مقلدین زمان کے بہت عقائد کفریہ وضالیہ کتاب جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد میں ان کی تصانیف سے نقل کئے۔ اور ان کا گمراہ وبدمذہب ہونا بروجہ احسن ثابت کیا۔ اور حدیث ذکر کی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بدمذہبوں کی نسبت فرمایا۔ لا تاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم۔ یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ اور پانی نہ پیو۔ اور شادی بیاہ نہ کرو۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا۔ کہ ہر کہ با بدعتیاں انس ودوستی پیدا کند نور ایماں وحلاوت آں از وے برگیرند۔ اور اور طحطاوی حاشیہ در مختار سے نقل کیا۔ من کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعة فی ذٰلک الزمان فھو من اھل البدعة والنّار۔ جو اس زمانہ میں ان چاروں مذہب سے خارج ہو۔ وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مہریں ثبت ہیں۔ بالجملہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو۔ تو اس سے نکاح محض باطل وزنا رہے۔ کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔ اور اگر عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو۔ تو بدمذہب سے مناکحت بحکم آیت وحدیث منع ہے۔ حدیث اوپر گزری۔ اور آیت یہ ہے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ رد نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے گی آگ دوزخ کی۔

یگوسلاویہ میں عورتوں کی منڈی اور وزن پر قیمت

اگرچہ بعض ممالک میں جدید تہذیب کا دور دورہ ہے۔ لیکن وہاں کے باشندے اب تک بعض قدیم مراسم کے دلدادہ ہیں۔ چنانچہ یگوسلاویہ میں شادی کے لئے دلہنوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ مگر یگوسلاویہ کے بعض دیہات میں شادی کے متعلق اور زیادہ عجیب رسوم موجود ہیں۔ ہر گاؤں میں حبشی قوم کا ایک حکمران ہوتا ہے۔ جسکی وہاں حکومت ہوتی ہے۔ وہ شادی کی منڈی میں جہاں دلہنوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ ایک بڑی ترازو کھڑی کر دیتا ہے۔ اور فروخت سے پیشتر ہر ایک دلہن کا اس میں وزن کیا جاتا ہے۔ معمولی وزن کی عورت کی قیمت دو یا تین آنے ہوتی ہے۔ جس عورت کا وزن ۸ سٹون ہو۔ اسکی قیمت ۲۵ تا ۲۸ شلنگ لگائی جاتی ہے۔ اسکی خریداری میں ان باتوں کو عام طور سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ عمدہ سنگار۔ گانا۔ رقص۔

شہید گنج کمیٹی کا تقرر

اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ مسجد شہید گنج کا مسئلہ نہایت اُلجھا ہوا ہے۔ جس کے سلجھانے کی تدابیر اب تک تو کامیاب نہیں ہوسکیں۔ اسکی اہمیت کے باعث اسے کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کلکتہ میں بھی پیش کیا گیا۔ مگر کوئی فیصلہ ہوئے بغیر ہی اجلاس ملتوی ہوگیا۔ ابھی نہیں کہا جاسکتا۔ کہ کانگرس کمیٹی میں اس مسئلہ کا کیا انجام ہو۔ لیکن خود پنجاب میں سر سکندر حیات خاں اس گتھی کو سلجھانے کے درپے ہیں۔ اور آپ نے مسئلہ کے حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ یہ کمیٹی ایک دو دن کے اندر اپنا کام شروع کردیگی۔ مسئلہ شہید گنج کی موجودگی سے صوبہ کی فرقہ وار فضا بڑی مسموم ہوگئی ہے۔ اور مسلم اور غیر مسلم فرقوں کے درمیان ہنگامہ آرائی کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔ اس لئے مسئلہ کے حل کے لئے جو کوئی کوشش کی جائے۔ وہ نہایت خوش آیند اور مبارک ہے۔

جس کی لاٹھی اسکی بھینس

اٹلی نے فوج کشی کرکے حبش کو نہ صرف تحس نحس کردیا۔ بلکہ اس پر قبضہ بھی جمالیا۔ اٹلی کا یہ اقدام حرص و ملک گیری کا نتیجہ تھا۔ لیکن یوروپین طاقتوں نے حبش اور اس کے بادشاہ کی کوئی مدد نہ کی۔ صرف بعض سلطنتوں نے محض رسمی احتجاج پر اکتفا کی۔ شاہ حبش کو ملک سے بھاگنا پڑا۔ اسکی فریاد کی یوروپین طاقتوں اور نہ ان کی نام نہاد نمائندہ لیگ اقوام میں کوئی شنوائی ہی ہوئی۔ رفتہ رفتہ کئی طاقتیں حبش میں اٹلی کی فتح تسلیم کرچکی ہیں۔ اب برطانیہ بھی یہ تسلیم کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ برطانیہ اور اٹلی کے درمیان جو نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس پر ایسٹر کے ایام میں دستخط ہونے والے ہیں۔ جس کے بعد برطانیہ لیگ اقوام سے تحریک کرے گا۔ کہ حبش میں اٹلی کی فتح کو تسلیم کرلیا جائے۔ جب لیگ یہ تسلیم کرے گا۔ تو اس کے صاف معنی یہ ہونگے۔ کہ حبش ہمیشہ کے لئے گیا۔ سچ ہے۔ جسکی لاٹھی اسکی بھینس۔ زبردست اٹلی کی سینہ زوری کے مقابلہ میں کمزور حبش کی کوئی کوشش راس نہ آئی۔ اور اسکی فریاد پر کان دھرنے کی جگہ یوروپین طاقتوں نے اٹلی کی پیٹھ ٹھونکی۔

انکم ٹیکس کا بل

ہمعصر پارس لاہور نے انکم ٹیکس میں اضافہ کے متعلق ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو سولہ آنہ درست ہے۔ اور حکومت کی توجہ کے قابل۔ کہ آج کل مرکزی اسمبلی میں گورنمنٹ ہند کے فنانس ممبر سر جیمز گرگ ایک بل پیش کررہے ہیں۔ جس کی دو اغراض ہیں ایک انکم ٹیکس میں اضافہ۔ دوسرے زراعتی آمدنی پر انکم ٹیکس۔ دونوں ٹیکسوں سے تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدنی ہوگی۔ یہ بل اگر پاس ہوجائے تو بہت لوگوں کی تکلیف اور مالی بار بڑھ جائے گا۔ ہندوستان میں انکم ٹیکس جن طریقوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ وہ عیوب سے خالی نہیں۔ اور لوگوں کے لئے وبال جان ہیں۔ انکم ٹیکس میں اضافہ سے ان دونوں باتوں میں اضافہ ہوجائیگا۔ انکم ٹیکس میں اضافہ کی موجودہ حالات میں کوئی ضرورت اور جواز نظر نہیں آتا۔ کسی ٹیکس میں اضافہ صرف اسی صورت میں کیا جاتا ہے۔ جبکہ لوگوں کی مالی اقتصادی اور تجارتی حالت اچھی ہو۔ یہ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے۔ کہ آج کل اہل ہند کی یہ حالت کسی طور سے بھی تسلی بخش نہیں۔ ٹیکس میں اضافہ کی جگہ اسکی ضرورت لاحق ہورہی ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنے اخراجات میں خصوصاً فوجی اخراجات میں معقول تخفیف کرے۔ اور بڑے بڑے افسروں کے الاؤنس اور تنخواہوں میں بھی مستقل تخفیف کی جائے۔ گورنمنٹ ہند کے اخراجات اس قدر زیادہ ہیں۔ جن کی مثال کسی دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی۔ اور نہ کسی ملک میں سرکاری افسروں کو اسقدر گراں تنخواہیں ملتی ہیں۔ مجوزہ بل پاس کرنے کی جگہ مناسب یہی ہے۔ کہ کچھ تخفیف فوجی اخراجات میں کی جائے۔ اور کچھ بڑے بڑے افسروں کے الاؤنسوں اور تنخواہوں اور کچھ خود گورنمنٹ کے اخراجات میں۔ اس سے مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے ہاتھ آسکتی ہے۔ مرکزی اسمبلی کے ممبروں کا خاص فرض یہ ہے۔ کہ لوگوں کو مزید بار ٹیکس سے بچانے کے لئے یہ بل پاس ہی نہ ہونے دیں۔

دکن میں ہندو مسلم فساد

معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں نے اس امر کا تہیہ کرلیا ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے کسی حصہ کو بھی ہندو مسلم فسادات کی لعنت سے محفوظ نہ رہنے دیں گے۔ ریاست حیدرآباد دکن اپنے حکمرانوں کی رواداری۔ حُسن انتظام اور انصاف پسندی کی وجہ سے اب تک ہندو مسلم مناقشات سے پاک تھی۔ وہاں کے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان سچا اور مستحکم اتحاد تھا۔ بعض بیرونی عناصر عرصہ دراز سے کوشش کر رہے تھے۔ کہ وہاں کے ہندوؤں کو بھڑکا کر فساد برپا کرایا جائے۔ مگر تاجدار دکن کی ہندو پروری کی وجہ سے ان کی یہ کوششیں پے درپے ناکام ہوئیں۔ بدقسمتی سے وہاں بیرونی ہندوؤں کا ایک ایسا طبقہ موجود ہے۔ جس کا مقصد حیات ہی فساد انگیزی ہے۔ گذشتہ ماہ انہوں نے مشہور اتحاد دشمن مہاسبھائی لیڈر بھائی پرمانند کو حیدرآباد بلوایا۔ انہوں نے وہاں نہایت اشتعال انگیز اور زہریلی تقریریں کیں۔ اور واپس آکر غلط اور گمراہ کن بیانات اخبارات میں شائع کرائے۔ وہ ایک جنون لے کر حیدرآباد گئے تھے اور وہاں کے بعض ہندوؤں کو اپنے اس جنون سے متاثر کردیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے اس پرامن گوشہ میں بھی فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور کشت و خون تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

اس فساد کی جو تفصیلات ذمہ وار ذرائع سے موصول ہوئی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی فوری اشتعال بدمزگی یا غلط فہمی کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ آریہ سماجیوں نے اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ اور سازش کر رکھی تھی۔ اور وہ اس بات پر تلے ہوئے تھے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ کسی نہ کسی بہانے ضرور فساد برپا کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ملک کے تمام اتحاد دوست طبقات ان کی اس مذموم حرکت کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اس کے خلاف آواز بلند کرنے میں تامل نہیں کرینگے۔

مسلمانوں تم بھی ہوش کرو

بمبئی اسمبلی میں ایک ہندو ممبر اس مضمون کی قرارداد پیش کرنیوالے ہیں۔ کہ حکومت ایک قانون منظور کرکے ہندوؤں کی شادیوں کے بیجا مصارف کو ممنوع قرار دے۔ ہندوؤں کی اقتصادی حالت مسلمانوں کی نسبت بدرجہا بہتر ہے۔ ان کی روزمرہ کی معاشرت بھی بہت سادہ اور کم خرچ ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شادیوں وغیرہ کیلئے کافی روپیہ پس انداز کرلیتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ وہ ایک ایسے قانون کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ مگر مسلمان قوم جس کی اقتصادی زبوں حالی محتاج بیان نہیں۔ بے شمار مسلمان گھرانے بیاہ شادیوں کی مسرفانہ رسموں کی وجہ سے تباہ ہوچکے ہیں۔ لاکھوں تباہی کے قریب ہیں۔ ان کا بال بال سودی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے۔ اور بہت سے گھرانوں میں مسلمان لڑکیوں کی شادی اس وجہ سے ناممکن ہورہی ہے۔ کہ وہ مروجہ رسوم کے مطابق جہیز وغیرہ مہیا نہیں کرسکتے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے بے شمار خوفناک اخلاقی و اقتصادی خطرات پیدا ہورہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی اصلاح کا ہندوؤں سے زیادہ خیال۔

نیا گورنر اور شہید گنج

لاہور ۱۸ر اپریل۔ کل رات ۸½ بجے آنریبل نواب زادہ خورشید علی خاں صاحب اور سر جواہر سنگھ نے ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کے اعزاز میں ڈنر دیا۔ جس میں ۷۰ مہمانوں کے لئے انتظام کیا گیا۔ جن میں لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور دیگر مقتدر سرکاری اکابر اور معززین شہر شریک تھے۔

ہز ایکسلنسی نے قضیہ شہید گنج کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر دونوں قومیں اس مسئلہ کے متعلق کوئی قابل عزت سمجھوتہ کرنا چاہیں۔ تو اس کے لئے میری خدمات حاضر ہیں۔ میں ان کوششوں کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔ اس مسئلہ کو حل کرانا میرے لئے باعث افتخار

صوبہ سرحد میں شراب نوشی کا انسداد

صوبہ سرحد میں انسداد شراب کی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں۔ چنانچہ یکم اپریل سے ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی انگریزی شراب کی ۷ دکانوں افیون کی ۱۵ دکانوں۔ بھنگ کی ۴ دکانوں اور دیسی شراب کی ۵ دکانوں کے لائسنس واپس لے لئے گئے۔ گورنمنٹ نے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دیسی شراب کی درآمد قطعی بند کردی ہے۔ اس کام کے لئے حاصل کرنے والے سے فی گیلن ۸ر فیس لی جائے گی۔ لیکن ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایسے اجازت نامے جاری نہیں کئے جائیں گے۔ ضلع میں متعدد جاسوس متعدد مقامات پر نگرانی کے لئے مقرر کئے جائیں گے اور ان کی پیٹیوں پر جاسوس آبکاری درج ہوگا۔ ان کو ایسے مقامات میں تعینات کیا جائیگا۔ جہاں سے شراب صوبہ میں درآمد کی جاسکتی ہے۔ یا سرحد پنجاب پر ان کی ڈیوٹی لگائی جائیگی۔ جہاں جہاں ریل صوبہ سرحد میں داخل ہوتی یا اس سے باہر جاتی ہے۔ وہاں بھی یہ جاسوس ٹرینوں کی دیکھ بھال کے لئے مامور کئے جائیں گے۔

قابل توجہ حکومت کشمیر

دیاسلائی کا قضیہ

ریاست کشمیر میں دیاسلائی کو مہنگا کرنے کے متعلق شکایات کرنے کا اثر نہ ہوا۔ کہ اب ایجنٹ ماچس فیکٹری لوگوں سے جہاں پہلے مبلغ ۱۰۰ روپیہ پیشگی طلب کرتا تھا وہاں پچاس اور پچیس روپے پیشگی مانگتا ہے۔ اگرچہ پیشگی رقم میں بہت حد تک تخفیف کردی گئی ہے۔ تاہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر یہ رقم بھی کیوں وصول کی جاتی ہے جس طرح پہلے ایجنٹ ڈی۔ این۔ رینہ کے وقت بغیر زر پیشگی وصول کئے ماچس فروخت کی جاتی تھی۔ اب اسی طرح کن وجوہ کی بنا پر نہیں دی جاتی۔ یہ نیا سسٹم کیوں جاری کیا جارہا ہے۔ جس کی بدولت تمام جموں و کشمیر کے اعلیٰ و ادنیٰ دوکانداروں کو مشکلات میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ کیا گورنمنٹ نے کشمیر ماچس فیکٹری کو جو سہولتیں دے رکھی تھیں۔ وہ بند کردی ہیں؟

ہم خداوندان ریاست سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھ کر جلد کوئی مناسب کارروائی کریں۔ اور دوکانداروں کو اس مشکل سے نجات دلائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی پرجاسبھا کے ۴

۴ جملہ ہندو مسلم اور سکھ ممبران سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملے کو ہاتھ میں لے کر حکومت سے پرزور اپیل کریں۔ کہ یا تو بیرون ریاست کی ماچس کی درآمد میں سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ورنہ موجودہ فیکٹری کی ماچس حاصل کرنے آ

کشمیر آنیوالے سیاحوں کیلئے ہدایات

موسم گرما میں اکثر احباب کشمیر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور نئے جانے والے دوست ناواقفیت کے باعث مختلف قسم کی مشکلات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ چونکہ سیاحوں کے جانے کا موقعہ شروع ہونے والا ہے۔ اسلئے میں اپنے احباب کے فائدہ کی خاطر چند ایک ضروری ہدایات ذیل میں درج کردیتا ہوں۔

(۱) راولپنڈی یا جموں کے سٹیشن پر پہنچکر لاری کے ذریعہ کشمیر جانا پڑتا ہے۔ راولپنڈی سے دو راستے ہیں۔ ایک کوہالہ کا اور ایک ایبٹ آباد مانسہرہ والا۔ ایبٹ آباد والا راستہ گو لمبا ہے لیکن اس میں چکر کم ہیں۔ اس لئے تکلیف کم ہوتی ہے۔ چونکہ چکروں کے باعث قے آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے لاری پر سوار ہونے سے چند گھنٹے قبل کھانا کھالینا چاہیئے۔ تاکہ لاری میں سوار ہونے تک وہ ہضم ہوجائے۔ اور راستہ کے لئے ساتھ کچھ پھل رکھنے چاہئیں۔

(۲) جب آپ راولپنڈی یا جموں کے سٹیشن پر پہنچیں گے۔ تو آپ کو لاری ایجنٹوں سے پالا پڑے گا۔ یہ لوگ ضرورت سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور انجان مسافروں کو یہ کہہ کر پھنسا لیتے ہیں۔ کہ لاری بالکل تیار ہے۔ آپ فی الفور سیٹ بک کرالیں۔ اور اول تو پورا کرایہ ورنہ کچھ رقم بطور زر بیعانہ وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رقم وصول ہوجانے کے بعد پھر یہ لوگ واقف نہیں بنتے۔ اور بعض اوقات مسافروں کا کافی وقت ضائع ہوجاتا ہے۔ اگر مسافر زور دیں۔ تو یہ لوگ گستاخی سے پیش آنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اسلئے بہتر یہ ہے۔ کہ آپ خود لاری اڈہ پر جاکر کرایہ طے کرلیں۔

(۳) کرایہ طے کرنے سے قبل لاری کی مختلف کمپنیوں سے جاکر کرایہ معلوم کرکے اپنا اطمینان کرلینا چاہیئے۔

(۴) کرایہ طے کرتے وقت یہ فیصلہ کرلیا جائے کہ یہ کرایہ بمع روڈ ٹول ہے۔ یا روڈ ٹول اس کے علاوہ دینا ہے۔ کمپنی یا لاری والے چونکہ کرایہ پیشگی وصول کرلیتے ہیں۔ اس لئے اگر روڈ ٹول کرایہ کے ساتھ ادا کردیں۔ تو رسید پر لکھوالیں۔ کہ کرایہ بمعہ روڈ ٹول وصول پایا۔ کیونکہ بعض شریر ڈرائیور کسٹم چوکیوں پر مسافروں کو تنگ کرکے ان سے دوبارہ روڈ ٹول ادا کراتے ہیں۔

(۵) راولپنڈی سے براستہ کوہالہ تین جگہ اور براستہ ایبٹ آباد ایک جگہ روڈ ٹول ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور جموں سے براستہ بانہال دو جگہ۔ یہ روڈ ٹول ۶ر فی کس فی چوکی ادا کرنا پڑتا ہے۔

(۶) اگر ڈرائیور راستہ میں کسی رنگ میں تنگ کرے۔ تو اسکی رپورٹ ٹریفک انسپکٹر کو دینی چاہیئے۔ نیز دفتر وزیٹرز بیورو سرینگر میں رپورٹ کرنی چاہیئے۔

(۷) سری نگر میں مہاراجہ بہادر کی حکومت نے دفتر وزیٹرز بیورو کھول رکھا ہے۔ سیاحوں کو اپنی شکایات اس دفتر میں پیش کرکے ان کے ازالہ کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

(۸) راولپنڈی کی طرف سے آنے والے مسافروں کا سامان ڈومیل کسٹم چوکی پر چیک کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ جموں کے راستہ آتے ہیں۔ ان کا سامان جموں ریلوے سٹیشن کسٹم چوکی پر چیک کیا جاتا ہے۔ اور سیالکوٹ کی طرف سے لاری یا کار کے ذریعہ آنیوالوں کا سامان سوچیت گڑھ کسٹم چوکی پر۔ اور قابل محصول اشیاء پر محصول لیا جاتا ہے۔ لیکن اب مہاراجہ بہادر کی حکومت نے سیاحوں کی ذاتی استعمال کی بہت سی اشیاء پر محصول معاف کردیا ہے۔

(۹) اگر بندوق ساتھ لائیں۔ تو اس کا لائسنس بھی ساتھ لائیں۔ ورنہ بندوق کسٹم پوسٹ پر رکھ لی جائیگی۔ اور اس وقت تک واپس نہ ہوگی۔ جب تک کہ آپ لائسنس منگوا کر نہ دکھائیں۔ کشمیر میں شکار کے لئے فیس ادا کرکے نیا لائسنس لینا پڑتا ہے۔

(۱۰) سری نگر پہنچ کر بعض اوقات نووارد سیاحوں کو پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر سری نگر میں زیادہ دنوں تک ٹھہرنا ہو۔ تو پہلے ہی کسی دوست کو لکھ کر مکان یا ہاؤس بوٹ کا بندوبست کرلینا چاہیئے۔ اگر فی الفور بندوبست کیا جائے۔ تو ہاؤس بوٹ یا مکان کا کرایہ بہت زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اگر پہلے سے بندوبست نہ کیا ہو۔ تو کسی ہوٹل میں ٹھہر جانا چاہیئے۔ اور دو چار روز ہوٹل میں ٹھہر کر بندوبست کرلینا چاہیئے۔ اگر ہاؤس بوٹ میں ٹھہریں۔ تو ہانجیوں سے خبردار رہیں۔ یہ طرح طرح کی چالاکیوں سے مسافروں کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن سری نگر میں زیادہ دن ٹھہرنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ سری نگر میں چند روز ٹھہر کر گردونواح کے مشہور مقامات کی سیر کرلینی چاہیئے۔ اور پھر پھلگام یا ٹنگمرگ چلے جانا چاہیئے۔

(۱۱) امیراکدل سری نگر میں مندرجہ ذیل ہوٹل طعام و قیام کا عمدہ اور خاطر خواہ بندوبست کرتے ہیں۔ نیو رائل ہوٹل۔ پنجاب مسلم ہوٹل۔ تاج ہوٹل۔ کشمیر مسلم ہوٹل۔

(۱۲) سری نگر کے باہر مندرجہ ذیل مقامات قابل دید ہیں۔ اچھابل۔ کوکرناگ۔ ویری ناگ۔ کوثر ناگ۔ مٹن۔ پہلگام۔ جھیل ولر۔ وادئ لولاب۔ گل مرگ۔

متلاشی حق کا فرض

طالب حق کا فرض ہے۔ کہ جو بات اس کے دل میں خلجان کرے۔ اس کو فوراً پیش کردے۔ ورنہ وہ ایمان کو کمزور کردیگی۔ اور روحانی قوتوں پر بُرا اثر ڈالے گی۔ جیسے کوئی خراب غذا کھالے۔ وہ اندر جاکر خرابی پیدا کرتی ہے۔ اور قے یا دست کی صورت میں نکلتی ہے۔ اسی طرح کوئی گندہ عقیدہ اندر رہ کر فساد کرنے سے نہیں رکتا۔ اور اس کا فساد یہی ہے۔ کہ انسان کے اخلاق چال چلن پر بُرا اثر ہوجاتا ہے۔ اور وہ ایک مجذوم کے مانند بن جاتا ہے۔ پس جو چیز کسی کے دل میں کھٹکے۔ وہ اسے ضرور پوچھے۔ مگر نیک نیتی اور طلب حق کی غرض سے نہ کہ طبع آزمائی کے طور پر۔

حق اور کشش۔ یہ وہ دو چیزیں ہیں۔ جن کو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام لے کر آتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں موجود نہ ہوں۔ انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو۔ اس سے کیا فائدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں۔ اور دنیا میں موجود ہیں۔ کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ حق مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں؟ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہے۔ اور دل اس سے آشنا نہیں۔ اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے۔ جس اوپرے دل سے کہتا ہے۔ اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

سچی کشش۔ حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اسوقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے۔ بلکہ اس پر عمل کرکے اسکے چمکتے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ جب تک انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے۔ نہیں رکھتا اور سچے ایمان کے اثرات اعمال سے نہیں دکھاتا۔ وہ ہرگز مؤثر اور مفید نہیں ہوتے۔ اور وہ باتیں صرف بدبودار ہونٹوں سے نکلتی ہیں۔ جو دوسروں کے کان تک پہنچتی ہیں۔ اور بھی بدبودار ہو جاتی ہیں۔

عیسائی مشن

کیتھولک اور پراٹسٹنٹ بائیبل میں فرق

(۱)

(از شیخ عبدالقادر صاحب لائل پوری)

جس طرح کہ بائیبل کا اختلاف اس قدر اتنے باہمی متخالف بیانات کہ ایک حق پسند کا ان کو پڑھ کر "سر گھومنے لگتا ہے"[1]۔ اور جس طرح کہ بائیبل کی اغلاط اور سہو کاتبان جن کی کہ تعداد بقول میل صاحب ۳۰۰۰۰ اور گریسباخ[2] کے نزدیک ایک لاکھ پچاس ہزار۔ ولسٹن کے نزدیک دس لاکھ سے بھی کچھ زیادہ تک پہنچ چکی ہیں۔ اور پھر جس طرح کہ بائیبل میں آئے دن کی کمی بیشی۔ تحریف و الحاق اور انسانی دست تصرف کے کرشمے بائیبل کی بے اعتباری کو بے نقاب کئے دیتے ہیں۔ اور جس کے کہ متعلق بڑے بڑے نامور پادری اور عمائد مسیحی دین جو کہ کلیسیا کی رونق ہیں۔ مقر ہیں۔ کہ واقعی ہی موجودہ بائیبل انسانی دست اندازی سے تحریف و الحاق کا نشانہ بن کر ہم تک پہنچی۔ نہ کہ محفوظ اور بغیر کسی کمی بیشی کے اور پھر جس طرح کہ بائیبل کی تاریخی۔ علمی۔ عقلی۔ فحش غلطیاں اس کے الہامی ہونے میں سد راہ ہیں۔ اسی طرح یہ امر بھی ایک حق پسند کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ کہ مسیحی فرقوں کی بائیبل میں شدید اختلاف ہے۔ کیا بلحاظ زیادتی کتب کے۔ یا عبارتوں کی عبارتیں اور کئی ابواب میں کمی بیشی ہونے کے۔ چنانچہ میں اس وقت پراٹسٹنٹ اور کیتھولک دو عظیم الشان عیسائی فرقوں کی بائیبل کو اپنے اس بیان کی تصدیق میں پیش کرتا ہوں۔ جن کا کہ آپس میں شدید اختلاف ہے۔ چنانچہ اگر ایک فرقہ کی بائیبل میں سات کتابیں زیادہ ہیں۔ تو ساتھ ہی کئی آیات بھی اور اسی طرح ان کتابوں کے ابواب بھی زائد ہیں۔ جو کہ اول الذکر فرقہ کو بھی مسلم ہیں۔ اور وہ کتب ان کی بائیبل میں بھی پائی جاتی ہیں۔ القصہ مسیحی دو بڑے فرقوں کی بائیبل میں غایت درجہ فرق اور اختلاف ہونا اس امر پر دال ہے۔ کہ بائیبل کوئی قابل اعتبار محفوظ۔ قطعی اور یقینی۔ مکمل اور مسلم مجموعہ کتب الہامیہ نہیں۔ بلکہ چونکہ ہر ایک فرقہ بدوں کسی ٹھوس معیار پر پرکھتے ہوئے اپنی اپنی بائیبل کو ہی مکمل اور الہامی کلام کہتا ہے۔ اور دوسرے کی کو غیر مکمل یا جعلی اور نقلی قرار دیتا ہے۔ اس لئے ہم ہرگز موازنہ نہیں کر سکتے۔ کہ کونسی آیات الہامی اور کونسی غیر الہامی یا کونسے ابواب الہامی یا کونسے غیر الہامی ناقابل عمل اور رد کرنے کے لائق ہیں۔ اور کہ کیا کیتھولک بائیبل میں زائد کتب یا متعدد عبارتوں کی عبارتیں الہامی ہیں یا کہ نہیں۔ علاوہ بریں مسیحی فرقوں کی بائیبل میں نا اتفاقی سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بائیبل ہرگز ہرگز منزہ عن الخطا نہیں۔

اور وہ ہرگز ہرگز تحریف و الحاق اور جعلی و غیر مستند کتابوں اور آیات و ابواب سے پاک نہیں۔ جس سے کہ نتیجۃً ہم بائیبل کو ہرگز محفوظ الٰہی کلام نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ جس کتاب کے الفاظ غیر محفوظ ہوں۔ تو وہ کتاب غیر محفوظ اور پایۂ اعتبار سے گر چکی ہے۔ اور جب کتاب غیر محفوظ یعنی جعلی کتب و آیات و ابواب سے پُر ہوئی۔ تو اس کتاب کی طرف منسوبہ مذہب غیر محفوظ ٹھیرا۔ اور جبکہ مذہب غیر محفوظ ہؤا۔ تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس غیر محفوظ کتاب کے بتائے ہوئے مذہب پر کوئی چل کر اور اس کے غیر محفوظ احکام اور ان قوانین پر عمل پیرا ہو کر جو کہ تحریف و الحاق کی وجہ سے پایۂ اعتبار سے گر چکے۔ کوئی خدا تعالیٰ تک پہنچ سکے۔ کیونکہ کتاب کے غیر محفوظ یعنی اس میں تغیر و تبدل کمی بیشی اور جعلی کتب سے عدم مبرّا ہونے سے اسکی شرعیں قانون اور اصول غیر محفوظ ہو چکتے ہیں۔ اور ان میں بھی تغیر و تبدل رونما ہو چکتا ہے۔ اور اس کتاب سے مذہب کی اصل حقیقت مفقود ہو چکتی ہے۔ اور وہ ساقط عن الاعتبار ہونے سے ناقابل اتباع ٹھیرتی ہے۔ اسلئے اس پر عمل پیرا ہو کر کوئی شخص رضائے الٰہی کو اتم اور اکمل طور پر حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تحریف و الحاق اور عبارتوں میں کمی بیشی کی صورت میں اس کتاب کے دیگر احکام اور قوانین اور اسکی الہامی کتب کے تسلیم کرنے میں بھی شک لازم آتا ہے۔ چنانچہ بعینہٖ یہی حال بائیبل کا ہے۔ لیکن مقام غور ہے۔ کہ اگر مشیت ایزدی میں منظور ہوتا۔ کہ بائیبل پر بھی عمل کرتے ہوئے انسان راہ نجات پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ تو وہ کبھی تحریف و الحاق اور انسانی دست تصرف کا تختۂ مشق نہ بنتی۔ اور وہ کبھی نہ بدلتی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھی جاتی۔ اور نہ اس میں کئی جعلی کتب۔ متعدد آیات اور ابواب اور مختلف احکام و قوانین اور اصول زائد ہوتے۔ لیکن جبکہ ہم ایسا نہیں دیکھتے بلکہ بخلاف بائیبل میں تحریف و الحاق کا بازار دن رات گرما گرم نظر آتا ہے۔ اور نیز عیسائی فرقوں کو ہی بائیبل کے مکمل ہونے پر بھی کبھی اتفاق نہیں ہؤا۔ بلکہ گھر میں ہی پھوٹ ہے۔ کوئی سات کتابیں بڑھاتا ہے۔ کوئی ان کو رد کرتا ہے۔ کوئی مختلف مسلمہ الہامی کتابوں کے کئی ابواب زیادہ بتاتا ہے۔ کوئی فرقہ ان کو جعلی ثابت کرتا ہے۔ کوئی بیشمار آیتیں اور عبارتوں کی عبارتیں زیادہ لکھتا ہے۔ کوئی ان کو اپنی کتاب سے جعلی جان کر نکال دیتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ ہر ایک فرقہ اپنی اپنی بائیبل کو ہی مکمل الہامی کتاب قرار دیتا ہے۔ اور دوسرے کی کو جعلی یا غیر مکمل۔ تو بایں حالات بائیبل کے غیر الہامی ہونے میں کونسی کسر باقی رہی۔ اس طرح تو تمام بائیبل پر شبہ لازم آتا ہے۔ اور ہم علیٰ وجہ الیقین نہیں کہہ سکتے۔ کہ کونسی کتاب الہامی ہے۔ اور کونسی غیر الہامی۔ جعلی۔ غیر مستند اور رد کرنے کے قابل۔

چنانچہ اگر پراٹسٹنٹ فرقہ کے متعدد مدرسوں میں اپنی بائیبل کا پڑھایا جانا لازمی قرار دیتے ہیں۔ تو کیتھولک جھٹ چونک پڑتے ہیں۔ اور بایں الفاظ اپنی بائیبل کے سر الہامی ہونے کا سہرہ باندھتے ہوئے پراٹسٹنٹ بائیبل کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔

"اگر پراٹسٹنٹ منسٹر ایسوسی ایشن مدرسوں میں بائیبل کا ہونا ضروری سمجھتی ہے۔ تو کیتھولک کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ہماری بائیبل ہو۔ اور ہمارے ہی پادری مدرسوں میں لڑکوں کو تعلیم دیں۔ پراٹسٹنٹ بائیبل کا ہمارے لڑکوں کے ہاتھوں میں ہونا ہم کو ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہ صاف الفاظ میں کہہ دیتے ہیں۔ کہ پراٹسٹنٹ بائیبل کا ہمارے شہر کے مدرسوں میں رائج ہونا ہم کو منظور نہیں"۔

(ماخوذ از ریویو جلد ۱۲ نمبر ۷)

حاصل کلام یہ کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ بائیبل میں شدید اختلاف بائیبل کے یقینی اور قطعی الٰہی کلام ہونے میں زبردست روک ہے۔ چنانچہ جب ایک حق پسند انسان کیتھولک بائیبل میں بیشمار ان آیتوں کو موجود پاتا ہے۔ جو کہ پراٹسٹنٹ کی موجودہ مسلمہ بائیبل میں غائب ہیں۔ تو وہ شش و پنج میں پڑ جاتا ہے۔ اور ہرگز ہرگز فرق نہیں کر سکتا۔ کہ کونسی آیات کو الہامی کہوں۔ اور کونسی کو غیر الہامی اور جعلی۔ جس سے کہ وہ بائیبل کو کسی صورت میں بھی محفوظ یعنی جعلی کتب و آیات سے پاک خدائی کلام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بنابریں وہ بیانات بالا کہنے کا حق دار ہے۔ کہ عہد عتیق اور عہد جدید کے یقینی اور قطعی خدائی کلام ہونے میں یقیناً شبہ ہے۔ کیونکہ ان میں کئی آیات ایسی ہیں۔ کئی ابواب ایسے ہیں۔ کئی عبارتوں کی عبارتیں ایسی ہیں۔ غرضیکہ کئی کتابیں ایسی ہیں۔ جو کہ عیسائیوں کے ایک فرقہ کے نزدیک تو مسلم ہیں۔ لیکن دوسرے کے نزدیک ناقابل تسلیم و عمل۔ جعلی اور باعث صد نفریں۔ جس سے کہ ثابت ہے۔ کہ بائیبل ہرگز اپنی اصلی صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ بلکہ جس کا دل چاہتا ہے۔ وہ صرف اسی وجہ سے بائیبل میں کتابوں کی اور کئی ابواب کی زیادتی کر دیتا ہے۔ کہ ان کتابوں یا ابواب کو ان کی کونسل نے منظور کیا۔ (دیکھو کیتھولک بائیبل کا حاشیہ حصہ ۱ صفحہ ۳۷۶ و صفحہ ۱۸۲ وغیرہ)

لیکن ان کے پاس ان کتابوں کے الہامی ہونے کا کوئی یقینی ثبوت نہیں۔ نہ تو ان کتب کا الہامی ہونے کا کوئی دعوےٰ ہے۔ نہ ہی کسی پر الہام الٰہی سے یہ امر منکشف ہؤا۔ کہ یہ کتب بھی الہامی مستند اور غیر جعلی ہیں۔ ان کو بھی بائیبل میں یقین کرو۔ پس جبکہ کوئی بھی ٹھوس ثبوت نہ ہؤا۔ تو بائیبل پایۂ اعتبار سے گر گئی۔ اور بوجہ غیر محفوظ غیر منزہ عن الخطا اور جعلی کتب و آیات سے محفوظ نہ ہونے کے باعث ساقط عن الاعتبار ناقابل اتباع اور لائق تمسک نہ رہی۔ اور پھر ہم ہرگز تمیز نہیں کر سکتے کہ کونسی آیت محفوظ اور کونسی انسانی دست برد کا نتیجہ ہے۔ بلکہ اندریں صورت تمام بائیبل پر شبہ لازم آتا ہے۔ کہ کیا خبر کہ جس کتاب میں کسی نے کئی جعلی آیات و ابواب بڑھائے۔ اس نے اور بھی شرارتیں کی ہوں۔ جو کہ تاحال پردہ اخفا میں مستور ہوں۔ قصہ مختصر ان حالات میں ایک حق پسند بائیبل کو ہرگز ہرگز محفوظ خدائی کلام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی غیر محرّف مبدّل اور جعلی کتب و آیات و ابواب سے پاک ٹھیرا سکتا ہے۔

لیکن جس کتاب کو محفوظ رکھنا مشیت ایزدی میں منظور تھا۔ وہ ابدی شریعت صرف قرآن مجید ہی ہے۔ جس کا کہ لفظ لفظ لوگوں کے دلوں پر نقش ہو گیا۔ چنانچہ منجملہ دیگر دلائل کے جو کہ حفاظت قرآن پر دال ہیں۔ ایک دلیل حفظ قرآن بھی ہے۔ اسی لئے لکھو کھا حفاظ قرآن اس الٰہی کلام کے تاابد محفوظ رہنے کے منہ بولتے گواہ ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں بائیبل کا جو حشر ہؤا۔ وہ تو آپ پڑھ ہی چکے۔ اب ہم اسکو دلائل واضحہ سے ثابت کریں گے۔ اور دکھلائیں گے۔ کہ پراٹسٹنٹ بائیبل میں کیا کیا فرق ہے

---

[1] یہ الفاظ اوریجن" جو اپنے زمانہ کی کلیسا میں بائیبل کی واقفیت کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھا" کے ہیں۔ بائیبل کا الہام مصنفہ ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ صاحب صفحہ ۹۳۔

[2] پادری فانڈر صاحب اپنی کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۹۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ میل صاحب نے تیس ہزار، اور گریسباخ نے ایک لاکھ پچاس ہزار (اور سائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر میں لکھا ہے) کہ ولسٹن نے ایسی غلطیاں دس لاکھ سے زیادہ گن لی ہیں"۔

لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس فرق کو بے نقاب کروں میں قارئین کرام کے ازدیادِ علم کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کیتھولک مذہب میں کسی کو بائیبل دینا گناہ ہے۔ چنانچہ اسی لئے[1] وہ کسی کو بائیبل نہیں دیتے (جس کی کہ اگر تفصیل ملاحظہ کرنی ہو تو "کیتھولک کی بحثی تعلیم" مطالعہ میں لائیں) لیکن میں نے اپنے ایک عزیز دوست کے توسط سے سخت محنت کے بعد کیتھولک بائیبل حاصل کی۔ اور اب اپنے اصل موضوع پر لکھتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(۱) کیتھولک اور پراٹسٹنٹ عہد عتیق میں فرق

پہلا فرق۔ کیتھولک بائیبل میں حسب ذیل سات کتابیں زیادہ ہیں۔ جو کہ پراٹسٹنٹ بائیبل میں مفقود ہیں۔ اور یہ کتابیں وہ ہیں۔ جو کہ سب سے پرانی انگلش بائیبل مطبوعہ ۱۶۰۹ء جو "ڈوآئے ورشن" کے نام نامزد ہے۔ میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) **طوبیا کی کتاب**۔ جو کہ پراٹسٹنٹ بائیبل کی ترتیب کے مطابق تحمیا نبی کی کتاب کے بعد لکھی گئی۔

(۲) **یہودیت کی کتاب**۔ یہ کتاب مذکورہ کتاب طوبیا کے آگے ہے۔

(۳) **حکمت کی کتاب**۔ غزل الغزلیات کے آگے۔

(۴) **لیشوع بن سیراخ کی کتاب**۔ کتاب حکمت کے بعد۔

(۵) **باروک کی نبوت کی کتاب**۔ یہ کتاب نوحہ یرمیاہ کے بعد لکھی گئی۔

(۶) **مکابیوں کی پہلی کتاب** } یہ دونوں کتابیں
(۷) " " دوسری کتاب } عہد عتیق کے
آخر میں یعنی ملاکی نبی کی کتاب کے بعد لکھی گئیں۔

نوٹ:۔ ان کتابوں کے صفحات منجملہ ۳۰۷ بنتے ہیں۔

(ا) یہ کتابیں الہامی ہیں۔ یا کہ نہیں (ب) ان کتب کو کیونکر بائیبل میں جگہ دی گئی۔ (ج) یہ کتابیں مستند ہیں یا پایۂ اعتبار سے گر چکی ہیں۔ ان امور کی تنظیر کو میں سردست معرض التوا میں ڈالتا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز ان کی توضیح کے لئے علیحدہ مضمون قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرونگا۔ جس کو کہ پڑھ کر مسطورہ بالا امور کی اصل حقیقت مبرہن ہو جائیگی۔ اب مجھے صرف وہ فرق بتلانے مطلوب ہیں۔ جو کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ بائیبل میں ہم دیکھتے ہیں۔ چنانچہ پہلا فرق بتلانے کے بعد اب میں آگے چلتا ہوں۔

دوسرا فرق۔ پراٹسٹنٹ بائیبل میں دانی ایل نبی کی کتاب کے بارہ باب ہیں۔ لیکن کیتھولک کی بائیبل میں ۱۴ باب۔ دو باب پر مشتمل بالترتیب (ا) سنوسہ کی تواریخ (ب) اور بال اور اژدہا کی تواریخ زائد کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق تیرھویں باب کے حاشیے میں لکھا ہے۔ " سنوسہ کی تواریخ سب پرانے یونانی اور لاطینی بائیبلوں میں دانی ایل کی کتاب کے شروع میں رکھی گئی تھی۔ جب تک سینٹ جروم نے اسکو وہاں سے ہٹا دیا۔ کیونکہ اس نے اسکو عبرانی میں نہ پایا۔ اور یہی حال بال اور اژدہا کی تواریخ کا ہے۔ مگر ان تینوں کو کیتھولک کلیسیا نے منظور کیا ہے۔ اور شروع ہی سے مسیحی بائیبل کا ایک حصہ ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۴ ص۱۰۴۔

نوٹ (ا) اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ قدیم نسخوں میں تو دانی ایل کی کتاب کے شروع میں مذکورہ بالا دونوں تواریخ رکھی گئیں۔ لیکن کیتھولک کلیسیا نے ان دونوں تواریخ پر مشتمل دو باب دانی ایل کی کتاب کے آخر میں زائد کئے۔ ہمارا کیتھولک سے مطالبہ ہے۔ کہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے۔

(ب) مزید برآں اقتباس بالا سے ظاہر ہے۔ کہ عبرانی اور یونانی لاطینی بائیبل میں فرق ہے۔ جو کہ بائیبل کی بے اعتباری اور اس میں کمی بیشی تحریف و الحاق پر کافی سے زیادہ ثبوت ہے۔ کیونکہ ہم اندریں صورت ہرگز موازنہ نہیں کر سکتے۔ کہ عبرانی اور یونانی یا لاطینی بائیبل میں سے کس کو صحیح اور مکمل کہیں۔ اور کس کو غلط اور غیر مکمل۔ چنانچہ اس کشمکش کا یک طرفہ فیصلہ دیتے ہوئے سینٹ جروم نے دو باب بائیبل سے نکال دیئے۔ کیونکہ اس نے ان کو عبرانی بائیبل میں نہ پایا۔ اب آئے کیتھولک انہوں نے کہا۔ نہ سہی عبرانی بائیبل میں یونانی اور لاطینی بائیبل میں تو یہ دو باب موجود ہیں۔ چلو ان سے اخذ کر لیتے ہیں۔ اب سوچو۔ کہ کیونکر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ کیتھولک کلسیا اس معاملہ میں حق پر ہے۔ سینٹ جروم جس نے کہ عبرانی بائیبل میں ان ابواب کو نہ پائے جانے کی وجہ سے نکال دیا۔ اور آج تک پراٹسٹنٹ بائیبل میں بھی نظر نہیں آتے۔ اگر کہتے۔ مقدس سینٹ جروم سے کہ آپ نے غلطی کی۔ تو وہ جھٹ چونک پڑتے کہ میں نے جو کچھ کیا۔ بالکل درست تھا عبرانی مستند نسخوں میں یہ دو باب غائب ہیں۔ بنابریں میں کیونکر ان کو بائیبل میں شامل کرتا۔ ہاں یونانی نسخوں میں جو یہ دو باب نظر آتے ہیں۔ تو وہ یونہی کسی نے بڑھا دیئے ہوں گے۔ ورنہ حقیقتاً اگر یہ دو باب بائیبل کا حصہ ہوتے۔ تو عبرانی بائیبل میں ان کا مفقود ہونا چہ معنی دارد۔ اسی طرح اگر کہیں کیتھولک سے۔ کہ بھائیو تم نے کیا غضب کیا۔ اسی طرح بائیبل میں ان ابواب کو ٹھونس دیا۔ یہ ابواب تو عبرانی بائیبل میں غائب ہیں۔ تو وہ یہ کہدیں گے۔ سوچو سمجھو۔ ہمارا کیا قصور ہم نے یونانی بائیبل میں ان کو موجود پایا۔ تو پھر ہم بھلا کون تھے۔ کہ ان ابواب کو جعلی قرار دے کر بائیبل کا حصہ قرار نہ دیتے۔ پھر جبکہ ہماری کلیسیا نے بھی ان کو منظور کیا۔ ہاں بائیبل کو ہزارہا نقصان پہنچے۔ شدید مشکلات میں سے گذرنا پڑا۔ دو باب عبرانی بائیبل سے ضائع ہو گئے ہوں گے۔ کونسی بڑی بات ہے۔ اب ایک حق پسند بائیبل کے متعلق یہ دو متضاد خیالات سنکر کیا فیصلہ دے سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کہہ دے۔ کہ بائیبل ناقابل اعتبار۔ غیر محفوظ محرف و مبدل اور غیر الہامی ہے۔ فتدبرو۔ فتدبرو۔ فتدبرو۔

اسی طرح اور بھی عبرانی اور یونانی بائیبل میں فرق تسلیم کئے گئے ہیں۔ جو کہ آگے بیان ہونگے۔

تیسرا فرق۔ کیتھولک بائیبل میں دانی ایل کی کتاب کے ۳ باب ۲۴ آیت سے لے کر ۹۰ آیت تک زائد ہیں۔ گویا ۶۸ آیات تو کیتھولک بائیبل کی دانی ایل نبی کی کتاب کے تیسرے باب میں موجود ہیں۔ لیکن پراٹسٹنٹ بائیبل میں غائب۔ ان حالات میں کون کہے بائیبل کو قابل اعتبار۔ محفوظ عن التحریف و الحاق ہے استقلالی تعلیم جو کہ کیتھولک میں مایۂ ناز تصنیف ہے۔ اسی کے ص۱۳ پر بائیبل کو الہامی اور مستند کہا گیا۔ لیکن کاش کہ اس کا مصنف ان نظائر پر غور کرتا۔ جو کہ ہم پیش کر چکے اور کرینگے۔ مذکورۃ الصدر آیات کا کیتھولک بائیبل میں زائد ہونے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے بھی حاشیہ میں لکھا ہے۔

" سینٹ جروم کہتا ہے۔ کہ اس مقام سے لے کر (یعنی دانی ایل ۳/۲۴) ۹۰ آیت تک جو آیتیں ہیں۔ وہ اس کے خیال میں عبرانی میں نہ تھیں۔ مگر چونکہ یہ سب یونانی بائیبلوں میں جو عبرانی سے ترجمہ ہوئیں۔ پائی جاتی تھیں۔ تو غالب امکان ہے۔ کہ پہلے عبرانی یا کلدانی میں تھیں۔ جس میں دانی ایل کی کتاب تصنیف کی گئی۔ مگر یقینی امر یہ ہے۔ کہ اس کو قدیم سے چرچ نے منظور کیا۔ (تبھی پراٹسٹنٹ نے ان آیات کو اپنی بائیبل میں جگہ دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔ ناقل) اور دعا کی کتابوں اور نماز کے اورادیں پڑھی جاتی ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۴ ص۳۷۶

(ا) سینٹ جروم کے خیال کے مطابق یہ آیات عبرانی بائیبل میں نہ تھیں۔ لیکن ساتھ ہی عجیب ایک تاویل کر کے کہتے ہیں۔ کہ شاید یہ آیات قدیم عبرانی میں ہوں کیونکہ عبرانی سے مترجم یونانی بائیبل میں یہ آیات موجود ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ موجودہ عبرانی بائیبل میں یہ آیات کہاں گئیں۔ اگر کہو کسی نے نکال دیں۔ تو پھر پراٹسٹنٹ یہ کہنے کے کیوں حقدار نہیں۔ کہ یونانی بائیبل میں یہ آیات کسی نے بڑھا دیں پس جس طرح کہ کیتھولک کو حق ہے۔ کہ وہ کہیں۔ کہ یہ آیات عبرانی سے کسی نے نکال دیں۔ اسی طرح پراٹسٹنٹ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان آیات کو کسی نے یونانی میں بڑھا دیا۔ بنابریں ہم کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ اور اس دورنگی میں کسی رنگ کو اختیار کرنے کا ہم کو حق نہیں۔ سوائے اس کے کہ کہہ دیں۔ کہ بائیبل تحریف والحاق کا نشانہ ہر زمانہ میں بنتی رہی۔ جس سے کہ ہم ہرگز ایک رائے "قائم نہیں کر سکتے"۔ کہ اس معاملہ میں عبرانی بائیبل حق پر ہے یا یونانی و کلدانی۔

(ب) پھر طرفہ یہ کہ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا۔ کہ یہ خیال کہ یہ آیات عبرانی میں ہوں گی۔ غالب امکان ہی ہے۔ لیکن یقینی امر یہ ہے۔ کہ ان آیات کو قدیمی چرچ نے منظور کیا۔ اس پر بھی ہمارا سوال ہے۔ کہ بتایا جائے۔ کہ چرچ پر خدا کے الہام سے منکشف ہوا۔ کہ یہ آیات بھی الہامی ہیں۔ جعلی نہیں۔ ان کو بھی بائیبل میں جگہ دو اگر کہو نہیں۔ تو پھر تو اس طرح پراٹسٹنٹ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آیات غیر الہامی اور جعلی ہیں۔ کیونکہ پراٹسٹنٹ کلیسیا نے اسے قدیم سے رد کیا۔ اور بائیبل میں جگہ نہ دی۔ پس جس طرح کہ کیتھولک کو حق ہے۔ اسی طرح پراٹسٹنٹ کو بھی حق ہے۔ کہ کہیں۔ ہماری قدیمی کلیسیا نے ان آیات کو بائیبل کے لئے نامنظور کیا۔ ان حالات میں بتایا جائے۔ کہ پراٹسٹنٹ کلیسیا اس معاملہ میں

---

[1] حاشیہ۔ کیتھولک اپنی بائیبل کی عدم تشہیر عامہ کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں۔ کہ لوگ بائیبل پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کیتھولک فرقہ کی انتہائی کمزوری ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ واقعی بائیبل پر کئی اعتراض ہو سکتے۔ اور وہ اعتراض ہیں بھی مبنی بر صداقت۔ ورنہ اعتراضات سے ڈرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

علاوہ بریں کیتھولک کا بائیبل کے متعلق یہ خیال کہ بائیبل کسی کو نہیں دینی چاہیئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک واضح تمثیل کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔ "کیا چراغ اسلئے لایا جاتا ہے۔ کہ پیمانے یا پلنگ کے تلے رکھا جائے۔ کیا اسلئے نہیں۔ کہ چراغ دان پر رکھا جائے۔" مرقس ۴/۲۱۔ اسی لئے "کوئی شخص چراغ جلا کر برتن سے نہیں چھپاتا۔ نہ پلنگ کے نیچے رکھتا ہے۔ بلکہ چراغدان پر رکھتا ہے۔ تاکہ اندر آنے والوں کو روشنی دکھائی دے۔" لوقا ۸/۱۶، ۱۷۔ پس اگر بائیبل جو کہ بزعم نصاریٰ خدا کا کلام ہے۔ اور بقول پطرس نور ہے۔ پطرس ۱/۱۹ کو چھپا چھپا کر رکھنا۔ اور اسے کسی کو نہ دینا۔ حضرت

مسیح علیہ السلام کی اس تمثیل کے صریح خلاف ہے۔ بلکہ بروئے تمثیل ہذا اسکی تشہیر عامہ چاہیئے۔ نہ کہ ایک دو بائیبل کے نسخے فادر صاحب کے پاس ہوئے و بس۔

حق پر ہے۔ یا کیتھولک۔ کیونکہ جیسا کہ اقتباس بالا سے اظہر ہے۔ کہ یہ معاملہ یقینی طور پر کلسیا کی رضا پر ہی چھوڑا گیا ہے۔ جس طرح کہ کیتھولک کہتے ہیں۔ لہٰذا ہماری کلسیا کا فیصلہ حق ہے۔ اسی طرح پراٹسٹنٹ بھی کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر اندریں صورت کونسی دلیل ہے۔ جس کی رو سے کیتھولک دعوٰے کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارے چرچ نے جو کچھ کیا۔ وہ حق ہے۔ اور فرقہ پراٹسٹنٹ کے چرچ نے غلط کیا۔

(ج) علاوہ بریں یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ ان آیات کو ہمارے چرچ نے منظور کیا۔ اسلئے ہم مجاز ہیں۔ کہ ان آیات کو بائیبل میں جگہ دیں۔ ایک اور طرح سے بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ کیتھولک یہ تو تسلیم کر چکے کہ ان آیات کا قدیم عبرانی اور کلدانی میں ہونا محض امکان ہی ہے۔ یقینی امر نہیں۔ مگر یقینی امر یہ ہے۔ کہ ان آیات کو چرچ نے منظور کیا"۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ آیات عبرانی اور کلدانی میں نہ تھیں۔ اور ایسا خیال رکھنے کے لئے ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ بزعم کیتھولک اگر یہ آیات قدیم عبرانی اور کلدانی بائیبل میں ہوتیں۔ تو (جیسا کہ مسطورہ بالا مباحثہ سے ثابت ہے) موجودہ عبرانی اور کلدانی کی دو بائیبلوں میں یہ آیات غائب نہ ہوتیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ یونانی بائیبل میں تو موجود تھیں (جو عبرانی سے مترجم ہے) اس لئے یہ آیات عبرانی میں بھی ہوں گی۔ لیکن جواباً عرض ہے۔ کہ ایک طرف یونانی بائیبل میں ان آیات کا پایا جانا اور دوسری طرف عبرانی اور کلدانی دو بائیبلوں میں ان آیات کا مفقود الخبر ہونا ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ ہم یہی تسلیم کریں۔ کہ یہ آیات قدیم عبرانی اور کلدانی میں نہ تھیں۔ اگر ہوتیں تو دونوں موجودہ بائیبلوں سے ان آیات کا لاپتہ ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ پس دو بائیبلوں کی شہادت کے مقابلہ میں ایک بائیبل کی شہادت کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

اور پھر کیتھولک کا یہ کہنا کہ چونکہ یہ سب آیات یونانی بائیبلوں میں جو عبرانی سے ترجمہ ہوئے پائی جاتی تھیں۔ تو غالب امکان ہے۔ کہ یہ پہلے عبرانی اور کلدانی میں تھیں"۔ ایک اور طرح سے بھی غلط ٹھیرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح یہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ "چونکہ یہ آیات موجودہ عبرانی اور کلدانی میں نہیں پائی جاتیں (جیسا کہ اقتباس مندرجہ بالا سے ظاہر ہے) اس لئے غالب امکان ہے۔ کہ یونانی بائیبل میں کسی نے بڑھا دیں۔ ورنہ حقیقتاً یہ آیات اگر بائیبل کا حصہ ہوتیں۔ تو عبرانی اور کلدانی بائیبل میں جس سے کہ یونانی بائیبل ترجمہ ہوئی پائی جاتیں"۔ پس جس طرح کہ پہلا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مؤخرالذکر خیال بھی داخل امکان ہو سکتا ہے۔ بلکہ پیشتر کے خیال سے یہ خیال وزنی ہے۔ کیونکہ عبرانی اور کلدانی دو بائیبلوں کی تصدیق اپنے ہمراہ رکھتا ہے۔

پس اب جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا۔ کہ محولہ آیات عبرانی اور کلدانی میں نہ تھیں۔ تو پھر بتایا جائے۔ کیتھولک چرچ نے ان آیات کو کہاں سے لیکر بائیبل کے لئے منظور کیا۔ اگر کہو کہ نہ سہی عبرانی اور کلدانی بائیبل سے چرچ نے یونانی بائیبل سے ان آیات کو اخذ کر لیا ہوگا۔ تو بتایا جائے۔ کہ کیتھولک کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ یونانی بائیبل قدیم عبرانی اور کلدانی بائیبل کے خلاف ہوتے ہوئے بھی حق پر ہے۔ اسی طرح اگر پراٹسٹنٹ کہیں۔ کہ ہمارے چرچ نے ان آیات کو قدیم عبرانی یا کلدانی بائیبل میں نہ پائے جانے کی وجہ سے منظور نہ کیا۔ تو ان کے اس خیال کے ابطال کے لئے کیتھولک کے پاس کیا ثبوت ہے۔ امید ہے۔ کہ اس گتھی کو کوئی حق پسند کیتھولک سلجھائے گا۔

حاصل کلام یہ کہ جیسا کہ پہلے اقتباس سے ظاہر ہے۔ اور اس اقتباس سے بھی ثابت ہے۔ کہ عبرانی۔ یونانی۔ کلدانی اور لاطینی بائیبل کا آپس میں شدید اختلاف ہے۔ جو کہ بائیبل کی بے اعتباری کو ایک اور ایک دو کی طرح ثابت کئے دیتا ہے۔

چوتھا فرق۔ آستر کی کتاب کے پراٹسٹنٹ بائیبل میں ۱۰ باب ہیں۔ لیکن کیتھولک بائیبل میں ۱۶ ابواب گویا چھ باب زیادہ ہوئے۔ صحیح اندازہ یوں ہے۔ کہ ۱۰ باب کی چار آیت سے لے کر ۱۶ باب تا آخر تک کیتھولک بائیبل میں زائد حصہ ہے۔ چنانچہ زاید ابواب کے متعلق حاشیہ بائیبل میں لکھا ہے "مقدس جیروم پڑھنے والوں کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ جو کچھ مابعد آتا ہے۔ وہ عبرانی میں نہیں۔ مگر یونانی نسخے سبعینیہ میں پایا جاتا ہے۔ جس کو بہتر مترجموں نے عبرانی سے ترجمہ کیا۔ یا روح القدس کے الہام سے اسے شامل کیا۔ کیتھولک بائیبل جلد ۲ ص ۵۹۹۔

اس مباحثہ سے ظاہر ہے۔ (۱) کہ زائد ابواب عبرانی بائیبل میں غائب ہیں۔ اور علیٰ ہٰذالقیاس یہ ابواب ہر ایک یونانی نسخے میں بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ایک یونانی نسخہ موسومہ بہ سبعینیہ میں یہ ابواب ملتے ہیں۔ اب ان حالات میں کون نہ کہے کہ بائیبل میں تحریف والحاق کا بازار ہر زمانہ میں گرم تھا۔ ورنہ عبرانی بائیبل سے آستر کی کتاب کے آخر کے چھ باب کہاں گئے۔ بنابریں بائیبل پایۂ اعتبار سے گر گئی۔ اور ہرگز محفوظ خدائی کلام ثابت نہ ہوئی۔ کیوں کہ ہم ہرگز موازنہ نہیں کر سکتے۔ عبرانی بائیبل مکمل ہے یا نسخہ سبعینیہ۔ اگر کہیں عبرانی بائیبل کی ہی سند پکڑنی چاہیئے۔ اور یہ نسخہ غلط ہے۔ تو اس کا بھی ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اگر کہیں عبرانی بائیبل غلط ہے۔ اور یہ نسخہ درست۔ تو اس کے ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ ہمارے یہ دونوں خیال محض ادعا ہی ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی ٹھوس ثبوت نہیں۔ کہ ان خیالوں میں سے کونسا خیال غلط ہے۔ اور کونسا صحیح ہے۔ جس سے کہ بائیبل پایۂ اعتبار سے گر کر ساقط عن الاعتبار اور ناقابل اتباع ٹھیرتی ہے۔ نہ کہ محفوظ الٰہی کلام۔

(ب) مزید برآں منقولہ بالا حاشیہ میں یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

"جو کچھ مابعد آتا ہے۔ وہ عبرانی میں نہیں۔ مگر یونانی نسخہ سبعینیہ میں پایا جاتا ہے۔ جس کو بہتر مترجموں نے عبرانی سے ترجمہ کیا۔ یا روح القدس کے الہام سے شامل کیا۔ گویا کہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جس وقت عبرانی بائیبل کا ۷۲ لوگوں نے یونانی میں ترجمہ کیا۔ اس وقت یہ آیات عبرانی بائیبل میں موجود تھیں۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ اب کہاں گئیں۔ جس کا کہ جواب سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ بائیبل میں قدیم سے کمی بیشی۔ تحریف والحاق ہو رہی تھی۔ اور ہو رہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ یہ آیات عبرانی بائیبل سے مفقود نظر آتی ہیں۔

(ج) [illegible]ال اب باقی یہ رہ گیا۔ کہ اس زائد حصے کو روح القدس کے الہام سے شامل کیا گیا۔ مگر جیسا کہ مذکورہ مباحثہ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بھی ممکن ہے۔ یقینی نہیں۔ اگر یقینی بھی ہو۔ تو دلائل کی ضرورت ہے۔ دلائل کے فقدان سے نہ تو کوئی ممکن امر قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ اور نہ یقینی۔ اور پھر اس طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ زائد حصہ انسانی دست تصرف کا کرشمہ ہے۔ نہ کہ روح القدس کے الہام سے۔ بتاؤ کیا ثبوت ہے۔ کہ ہمارا خیال غلط ہے۔ اور کیتھولک کا اپنا خیال درست۔

اب بتاؤ۔ ان حالات میں بائیبل کو کون ہے۔ جو محفوظ اور تحریف والحاق سے پاک خدائی کلام کہے۔ قدیم عبرانی بائیبل اور موجودہ عبرانی بائیبل میں اتنا فرق ہونا صاف ظاہر نہیں کرتا۔ کہ یا نئی یا پرانی بائیبل انسانی دست اندازی کا تختۂ مشق بنی۔ اور پھر کیا خبر کہ اور بھی بائیبل کے حصص تحریف والحاق کا نتیجہ ہوں۔ جو کہ تاحال پوشیدہ ہوں۔ بہرکیف ان نظائر سے بائیبل پایۂ اعتبار سے گر چکی ہے۔ ساقط عن الاعتبار ثابت ہوتی ہے اور بائیبل کی بے اعتباری مبرہن ہو چکی ہے۔ ففھم وتدبر ولاتکن من الغافلین۔

پانچواں فرق۔ زبور ۱۳ باب کی حسب ذیل عبارت کیتھولک بائیبل میں تو موجود ہے۔ لیکن پراٹسٹنٹ بائیبل میں غائب۔ "ان کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔ انہوں نے اپنی زبان سے فریب دیا ہے۔ ان کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ ان کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔ ان کے قدم خون کرنے میں تیز ہیں۔ ان کی راہوں میں ہلاکت اور خرابی ہے۔ انہوں نے سلامتی کی راہ نہیں پہچانی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے خدا کا خوف نہیں"۔ زبور ۱۳/۳۔ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے:۔

"یہاں سے لے کر چوتھی آیت کے شروع تک (جو کہ اوپر درج کر دی گئیں۔ ناقل) وہ آیتیں ہیں۔ جو حضرت پولوس رسول نے کرنتھیوں کے پہلے خط کے تیسرے باب کی ۱۳ تا ۱۸ آیت تک اقتباس کیا۔ یونانی اور لاطینی بائیبل میں یہ آیتیں اس مقام پر درج ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۳ ص ۶۹۔ میں نے بارہا دیکھا۔ کہ پولوس رسول نے کرنتھیوں ۱ ۳/۱۳ تا ۱۸ میں مذکورہ آیات کا ہرگز اقتباس نہیں کیا۔ بلکہ رومیوں ۳/۱۳ تا ۱۸ میں ہے۔ پہلا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔

فرقہ پراٹسٹنٹ سے ایک مطالبہ

یہ ہمارا پراٹسٹنٹ سے زبردست مطالبہ ہے۔ کہ بتایا جائے۔ کہ پولوس رسول نے جو آیات رومیوں ۳/۱۳ تا ۱۸ میں درج کیں۔ وہ بائیبل میں کہاں ہیں۔ چنانچہ وہ آیات وہی ہیں۔ جو کہ میں اوپر درج کر چکا ہوں۔ لیکن یہ آیات پراٹسٹنٹ بائیبل میں نہیں پائی جاتیں۔ بے شک پولوس رسول نے ان آیات کو اپنے خط میں درج کیا۔ پس یا تو یہ تسلیم کرو۔ کہ پولوس رسول نے من گھڑت آیات بنا کر اپنے خط میں درج کر دیں۔ ورنہ تمہاری بائیبل میں تو وہ آیات تام وکمال نہیں ملتیں۔ یا پھر اپنی بائیبل کو غیر مکمل کہو۔ اور کیتھولک بائیبل کو مکمل۔ کیونکہ کیتھولک بائیبل میں زبور کی کتاب میں جس کا حوالہ پولوس نے دیا۔ یہ آیات تام وکمال ملتی ہیں۔ ہے کوئی پراٹسٹنٹ پادری جو کہ ان دو صورتوں میں کسی کو قبول کرے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بے شک پراٹسٹنٹ فرقہ نے غلط فہمی دینے کی پوری کوشش کی۔ اور انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ پولوس رسول کا ایسا حوالہ دینا جو کہ ہماری بائیبل میں نہیں پایا جاتا۔ پردہ اخفا میں رہے۔ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے یہ کھیل کھیلا۔ کہ زبور ۱۳/۱ تا ۳ آیت تک تو انہوں نے بھی حوالہ حاشیہ میں دے دیا۔ اب آگے وہ حصہ تھا۔ جو کہ ان کی بائیبل میں غائب تھا۔

اس لئے انہوں نے باقی حصہ کا حوالہ زبور ۱۳ باب کی بجائے زبور ۵/۹ آیت دے دیا۔ حالانکہ زبور ۵/۹ کے صرف اتنے الفاظ "ان کا گلا کھلی ہوئی گور ہے"۔ پولوس رسول کی درج شدہ زائد آئتوں کے صرف ایک آیت کا ایک حصہ ہے لیکن یہ دھوکا کیونکر چھپ سکتا تھا۔ آخر ظاہر ہو گیا۔ اور اب ہمارا مطالبہ در مطالبہ ہے۔ کہ مانا۔ کہ زائد درج شدہ آیات میں سے ایک آیت کے کچھ حصہ کے ہم مثل الفاظ آپ نے ڈھونڈ کر پیش کر دیئے۔ مگر باقی ۵½ آئتوں کو کہاں چھپاؤ گے۔ ان کا حوالہ بھی دیجئے گا۔ اگر نہیں دے سکتے۔ تو تسلیم کرلو۔ پولوس نے خود ساختہ آیات درج کر دیں۔ ورنہ بائیبل میں یہ آیات نہیں ملتیں۔ اور پھر اگر سوچا جائے۔ تو پراٹسٹنٹ کا زبور ۵/۹ کا حوالہ پیش کرنا بھی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ پولوس رسول وہاں زبور ۱۳ باب کی کل ۹ آیات درج کرتا ہے۔ جو کہ اسی ترتیب سے جس ترتیب سے کہ پولوس رسول نے درج کیں۔ کیتھولک بائیبل کی زبور کے ۱۳ باب میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن پراٹسٹنٹ بائیبل میں ان آیات میں سے ۳ آیات تو پائی جاتی ہیں۔ باقی نہیں۔ اب سوچو کہ کیا پولوس رسول اس طرح کر سکتا تھا۔ کہ پہلے تو زبور ۱۳ باب سے تین آیات درج کرتا۔ اور پھر زبور ۵ باب سے باقی آیات درج کر دیتا۔ یہ تو حوالہ دینے کے اصول کے بالکل خلاف ہے۔ کہ چند آیات تو تیرہ باب سے درج کر دیں۔ اور چند ۵ باب سے۔ تیرہ باب سے درج شدہ ۵ آیات کے بعد رکھ دیں۔ پس اس طرح پولوس رسول کر ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ تو اسی صورت میں ایسا کر سکتا تھا۔ کہ پراٹسٹنٹ کی بائیبل کے تیرہ باب میں یہ آیات اسی ترتیب کے ماتحت درج ہوں۔ جس ترتیب سے کہ پولوس نے ان آیات کو درج کیا۔ لیکن ہم اس کے خلاف دیکھتے ہیں۔ کہ اول تو پراٹسٹنٹ زبور ۱۳ باب میں ۳ آیات پولوس کی درج شدہ آیات سے ملتی ہیں۔ باقی نہیں۔ دوئم دوسری آیات کے لئے جو حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ چھ آیات میں سے صرف ایک آیت کا تیسرا حصہ ہے۔ نہ کہ مکمل ۶ آیات کا حوالہ۔ پس یا تو ان آیات کا حوالہ پیش کرو۔ یا اپنی بائیبل کو محرف مبدل اور غیر مکمل کہو۔ دیدہ باید۔

چھٹا فرق۔ حضرت موسیٰ کی بیوی کا ذکر ہے۔ "تب وہ دوسرا بیٹا جنی۔ اس کا نام الیعازر رکھا۔ اور کہا۔ کیونکہ میرے باپ کے خدا میرے پروردگار نے مجھے فرعون کے ہاتھ سے بچایا۔ خروج ۳/۲۲۔ یہ عبارت کیتھولک بائیبل میں تو پائی جاتی ہے۔ لیکن پراٹسٹنٹ بائیبل میں نہیں ہے۔

ساتواں فرق۔ استثنار کی کتاب میں رسول کریم کے متعلق فتح مکہ کی پیشگوئی کے ضمن میں دس ہزار مقدس صحابہ کرامؓ کی طرف جو ان الفاظ میں اشارہ تھا۔ "اور وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" ان الفاظ کو ۱۹۳۳ء اور اس کے بعد بائیبل میں بدلا کر پراٹسٹنٹ نے از راہ خیانت یوں لکھ دیا۔ "اور وہ لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا"۔ مگر کیتھولک بائیبل میں یہ تبدیلی نہیں کی گئی وہاں صاف الفاظ میں موجود ہے۔ "وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا"۔

اس کے علاوہ اور بھی فرق ہیں۔ جن کو کہ میں بخوف مزید طوالت چھوڑتا ہوں۔ اور اب کیتھولک نئے عہد نامہ اور پراٹسٹنٹ نئے عہد نامہ میں فرق۔ مضمون ہذا کی دوسری قسط میں پیش کروں گا۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

مجلس مشاورت کی مختصر روئیداد

۱۵ اپریل کو کمیٹیوں کا تقرر ہو کر ۱۶ اپریل کا اجلاس پونے بارہ بجے دوپہر کو تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام حاضرین سمیت دعا فرمائی اس کے بعد پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے اضافہ بجٹ کی وہ رقوم سنائیں۔ جو خاص ضروریات کے ماتحت مختلف مدات میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے خرچ کی گئیں۔

اس موقعہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ وہ سٹیج پر تشریف لے آئیں۔ اور پیش شدہ تجاویز پر تقریر کرنے والوں کو باری باری تقریر کرنے کا موقعہ دیں۔ چنانچہ جناب چودھری صاحب سٹیج پر آگئے۔ اس کے بعد اگرچہ نظارت تعلیم و تربیت کی ایجنڈا میں درج شدہ یہ تجویز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت نے پیش فرمائی۔ کہ احمدیہ یونیورسٹی کے تجویز کردہ ڈھانچہ کے متعلق چونکہ کمیشن نے چھ سال گذر جانے کے باوجود اپنی رپورٹ نہیں پیش کی۔ اسلئے کوئی دوسرا کمیشن تجویز کیا جائے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا گذشتہ رات سکرٹری صاحب کمیشن نے ۶۸ صفحہ کی رپورٹ دے دی ہے۔ اس لئے اب تجویز یہ ہے۔ کہ اس پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تجویز کو منظور فرماتے ہوئے حسب ذیل اصحاب پر مشتمل سب کمیٹی مقرر فرمائی۔

(۱) ناظر صاحب تعلیم و تربیت سکرٹری (۲) قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے۔ (۳) خان بہادر چودھری ابو الہاشم خاں صاحب ایم۔ اے (صدر) (۴) میر محمد اسحاق صاحب۔ (۵) ملک غلام رسول صاحب شوق ایم۔ اے۔ (۶) مولوی عبد الرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے۔ (۷) مرزا ناصر احمد صاحب۔ آخر الذکر دو اصحاب کے متعلق فرمایا۔ یہ اس وقت ولایت میں ہیں۔ اگر مشورہ کے وقت تک واپس آ جائیں۔ تو مشورہ میں شریک ہو جائیں۔

اس کے بعد نظارت امور خارجہ کی یہ تجویز کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے متعلق جماعت احمدیہ کا کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے پیش کی۔ اس موقعہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس مشورہ کے وقت سرکاری ملازم مجلس شوریٰ کے ممبر نہیں ہوں گے۔ وہ نہ تقریر کر سکتے ہیں۔ اور نہ رائے دے سکتے ہیں۔

خانصاحب نے مسلم لیگ اور کانگرس سے خط و کتابت کا جب ذکر کیا۔ تو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ چونکہ مسلم لیگ اور کانگرس کی طرف سے کوئی قطعی جواب نہیں آیا۔ اسلئے متعلقہ محکمہ ان سے خط و کتابت جاری رکھے۔ دوران سال میں اگر کوئی قطعی جواب آ جائے۔ اور اس پر غور کرنے کی ضرورت سمجھی جائے تو مشورہ کے لئے احباب کو جمع کر لیا جائے۔ ورنہ اگلی مجلس مشاورت میں غور کیا جائے گا۔

غیر احمدی لڑکیوں سے شادی نہ کرنے کی پابندی کے متعلق امور عامہ کی یہ تجویز کہ اس پابندی کو اڑا دیا جائے۔ یا جاری رکھا جائے۔ جب پیش ہوئی۔ تو دونوں طرف سے پُر جوش تقریریں کی گئیں۔ اور رائے لینے پر کثرت رائے پابندی جاری رکھنے کے حق میں نکلی۔ اس پر حضور نے فیصلہ تو کثرت آراء کے حق میں فرمایا۔ مگر ساتھ ہی ہدایت فرمائی۔ کہ جہاں شادی کرنے میں فوائد مد نظر ہوں۔ وہاں اجازت دینے میں بخل سے کام نہ لیا جائے۔

اس موقعہ پر حضور نے ملک کرم الٰہی صاحب کے اخراج از جماعت کا اسلئے اعلان فرمایا۔ کہ انہوں نے پچھلے دنوں اپنی لڑکی کی شادی ایک غیر احمدی سے کی ہے۔

سوا دو بجے یہ اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہو کر ساڑھے تین بجے پھر شروع ہوا۔ اور نظارت علیا کی انتخاب امیر کے متعلق تجاویز پیش ہوئیں۔ یہ تجویزیں چونکہ کئی ایک ترمیموں اور شرائط کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرمائیں۔ اسلئے مفصل مجلس مشاورت کی روئیداد میں درج ہوں گی۔ نظارت بیت المال کی یہ تجویز کہ جن لوگوں کی آمد معین نہیں۔ ان کی آمد کی تصدیق کے متعلق حلفیہ بیان لیا جائے۔ جب پیش ہوئی۔ تو کثرت آراء اس کے خلاف اس تجویز کے حق میں شمار کی گئیں۔ کہ حلف کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کے متعلق معلوم ہو۔ کہ اس نے کم آمدنی لکھائی ہے۔ تو اسے وعظ و نصیحت کے ذریعہ تحریک کی جائے۔ کہ درست لکھائے۔ اسی کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرمایا۔

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق حضور نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ ۱۵ کی بجائے ۱۰ فی صدی ایک ماہ کی آمد پر وصول کیا جائے۔ اور لازمی طور پر وصول کیا جائے

حسب ذیل تجاویز خرچ کم کرنے کے متعلق جنہیں کثرت آراء کی تائید حاصل ہوئی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرمائیں۔

(۱) سلسلہ کے کارکنوں کی ترقی تین سال کے لئے روک دی جائے۔ (۲) ہر سال تین مبلغوں کا رکھنا لازمی نہ ہو۔ بلکہ حسب ضرورت انہیں رکھا جائے۔ (۳) صرف بعض حالات میں مبلغین کو دورہ کا خرچ دیا جائے۔ (۴) مبلغین میں سے بعض کو دوسرے کاموں میں لگایا جائے۔

اس پر ۸½ بجے رات کو اجلاس ختم ہوا۔ نماز مغرب اور عشاء پڑھنے کے بعد تمام نمائندگان اور مہمان اس دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے دی۔ کھانا کھانے والوں کی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذات خود بھی شرکت فرمائی۔

تیسرا دن

۱۷ اپریل۔ آج مجلس مشاورت کا اجلاس تلاوت قرآن کریم اور دعا کے بعد نو بجے صبح شروع ہوا۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی بجٹ پیش کیا۔ مختلف اصحاب نے مختلف امور کے متعلق سوالات کئے۔ اور ناظر صاحبان نے اپنے اپنے صیغہ کے متعلق جوابات دیئے۔ آخر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے سوالات اور جوابات پر تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کوئی ایسے دوست ہوں۔ جو یہ بتا سکیں۔ کہ اخراجات کے بجٹ میں فلاں رقم اڑا دی جائے۔ تو بتا دیں۔ اس پر چند اصحاب نے دو تین رقوم کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جب ان رقوم کی ضرورت واضح کی گئی تو انہوں نے اپنی رائے واپس لے لی۔ آخر جب حضور نے بجٹ کے متعلق رائے لی۔ تو ۳۲۴ رائیں اس کی تائید میں شمار کی گئیں۔ اور حضور نے اس شرط کے ساتھ بجٹ منظور فرمایا۔ کہ پھر غور کرنے پر اگر اصلاح کی کوئی ضرورت پیش آئی۔ تو وہ کر دی جائیگی۔ اس کے بعد حضور نے چند سب کمیٹیاں بعض ضروری تجاویز پر غور کرنے کے لئے مقرر فرمائیں۔ اور آخر میں ایک تقریر فرمائی۔ جس کا کسی قدر ھ

ھ خلاصہ دوسری جگہ درج ہے۔ ۳ بجے دوپہر اجلاس ختم ہوا۔ سنہ ۳۹-۳۸ء کا بجٹ آمد چھ لاکھ اڑسٹھ ہزار ستائیس اور بجٹ خرچ ۶ لاکھ ۶۸ ہزار دو سو ستاسٹھ روپیہ کا تجویز ہوا ہے۔

شعر و سخن

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

برہم اگرچہ انجمن عشق ہو گئی
جلوے نظر میں انجمن آرا کے رہ گئے

تم خفا ہو تو بتادے مجھے دنیا میں کوئی
اپنی روٹھی ہوئی قسمت کو مناؤں کیونکر

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

گذرو ں ہوں جس خرابے پہ کہتے ہیں واں کے لوگ
ہے کوئی دن کی بات یہ گھر تھا یہ باغ تھا

اب نہ اے دوست سنا مجھ کو پرانی باتیں
اب یہ باتیں مجھے دیوانہ بنا دیتی ہیں

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

پردہ در کعبہ سے اٹھانا تو ہے آساں
پر پردۂ رخسار صنم اٹھ نہیں سکتا

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

اب شوق سے بگاڑ کی باتیں کیا کرو
کچھ پا گئے ہیں آپ کی طرز ادا سے ہم

نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں۔ تو اکثر یاد آتے ہیں

ایک لمحے کے لئے بس ایک لمحے کے لئے
میری آنکھیں ان کی آنکھوں سے ملیں پھر جھک گئیں
اس نہایت مختصر وقفے میں بھی یہ بے لحاظ
ان سے کچھ کہنے کو تھیں پر کہتے کہتے رک گئیں۔

یادیں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی تجھکو بھی یاد آتا ہوں میں
ایک دھندلا سا تصور ہے کہ دل بھی تھا یہاں
اب تو سینے میں فقط اک ٹیس سی پاتا ہوں میں

عجائبات دنیا

جیب کتروں کو سزا

بڈاپسٹ میں جیب کتروں کو عجیب وغریب سزا دیجاتی ہے۔ وہاں ان کے ہاتھ ایک ایسے رنگ سے رنگ دیئے جاتے ہیں۔ جو دو سال تک کسی طرح نہیں اترتا۔ اس طرح راہ چلنے والوں کو ان جیب کتروں کا پتہ لگ جاتا ہے۔

پیرس میں ایک "ٹاکنگ کلاک" یعنی باتیں کرنے والا ہے۔ جس وقت اس کو چابی دی جاتی ہے۔ تو وہ وقت اسی طرح بتاتا ہے۔ جس طرح ایک زندہ انسان اپنی زبان سے۔ سال کے عرصہ میں اس کلاک نے ۲۵ ہزار پونڈ جمع کئے ہیں۔ ۴ لاکھ اشخاص نے اسکو استعمال کیا۔ جن سے لاکھ پونڈ کا ¼ حصہ فیس وصول ہوئی۔

ایک ایسا کپڑا معلوم ہوا ہے۔ جو نہایت نرم اور قیمت میں اونی کپڑے سے بہت سستا ہے۔ لیکن اس قدر گرم۔ کہ اگر اسے مکان کی دیواروں پر لٹکا دیا جائے۔ تو مکان کے اندر بجلی یا لکڑی اور کوئلہ جلا کر گرمی پیدا کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس پر طرہ یہ کہ جس مکان کی دیواریں اس عجیب وغریب کپڑے سے ڈھکی ہوئی ہونگی وہ آگ کی گرمی سے محفوظ رہے گا۔

اس کپڑے کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر امتحان کیا گیا ہے۔ آگ اس پر مطلقاً اثر نہیں کرتی۔ صرف گرم ہو جاتا ہے۔ اور آگ سے باہر نکالنے کے صرف دو تین منٹ بعد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

جیک آرل جسے دنیا کا طویل ترین آدمی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آٹھ فٹ پونے نو انچ لمبا ہے اسی طرح سب سے چھوٹا آدمی ایک شخص میجر میوٹ ہے۔ جس کا قد ۲۳۔ انچ ہے۔ اگر میجر کو جیک آرل کے قدموں میں کھڑا کریں۔ تو چھوٹے میاں کا قد جیک آرل کے گھٹنوں تک پہنچتا ہے۔

ترکی کے باشندے پہاڑی چشموں کا پانی خاص شوق سے پیتے ہیں۔ ہزاروں اشخاص کا کاروبار پہاڑی چشموں سے پانی لاکر شہروں میں فروخت کرنے سے چلتا ہے۔ ایسی کئی دوکانیں ٹرکی کے شہروں میں موجود ہیں۔ جہاں مختلف چشموں کا پانی بند بوتلوں میں فروخت ہوتا ہے۔ لوگ اس طرح وہاں جا کر پانی پیتے ہیں۔ جس طرح کہ ہندوستان کے ریسٹورنٹوں میں لوگ سوڈا واٹر پیتے ہیں۔

تفریحی کالم

اخبار شیر پنجاب لاہور میں مندرجہ ذیل خبر یہ لطیفہ شائع ہوا ہے:۔ راجپوتانہ کے ایک مہاراجہ صاحب کی ایک رشتہ دار خاتون کو نمونیا ہو گیا۔ ڈاکٹر یا حکیم بھیجنے کی درخواست اجلاس خاص میں پیش ہوئی۔ حکم ہوا۔ کہ وزیر محکمہ طب کو ہدایت ہو۔ کہ چیف میڈیکل افسر ریاست کو حسب ضابطہ حکم دیا جائے۔ کہ کوئی لائق ڈاکٹر فی الفور مائی صاحبہ کے علاج کے لئے مقرر کیا جائے۔ وزیر متعلقہ نے اس حکم کے موصول ہوتے ہی اوپر نہایت ضروری کا فلیگ (نشان) لگا کر چیف میڈیکل افسر صاحب کی خدمت میں بدیں ہدایت بھیج دیا۔ کہ فی الفور علاج کے لئے کسی خاص ڈاکٹر کو مقرر کیا جائے چیف میڈیکل افسر دورہ پر تھے۔ آٹھ دس دن کے بعد واپسی پر یہ حکم انہیں ملا۔ حکم ملتے ہی ممدوح نے سول سرجن کو حکم دیا۔ کہ وہ خود علاج احتیاط سے کرے۔ اور روزانہ رپورٹ دربار میں بھیجنے کے لئے پیش کیا کرے۔ اتفاق سے جس سول سرجن کے نام یہ حکم تھا۔ وہ رخصت پر تھا۔ لہذا اس کے آنے تک معاملہ (pending) زیر تعمیل رہا۔

اس اثناء میں مائی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ اور مہاراجہ صاحب کو یہ سنکر نہایت افسوس ہوا۔ کہ آخری دم تک مائی جی کے علاج کے لئے نہ تو کوئی ڈاکٹر گیا۔ اور نہ دوا ہی اندر بھیجی گئی۔ بہت ناراض ہوئے۔ اور کاغذات طلب کئے۔ کہ جن لوگوں کی غفلت پائی جائے۔ انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ جب فائل آپ کے سامنے پیش ہوا۔ تو ہز ہائینس یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کہ ہر کاغذ اور ہر حکم پر "نہایت ضروری" "فوراً" اور "آج ہی تعمیل ہو" لکھا ہے۔ کاغذات دیکھکر حکم ہوا۔ کہ پرالبدھ کی بات ہے۔ کہ مائی صاحبہ کو طبی امداد بروقت نہیں پہنچ سکی۔ ہمارے اہلکاروں نے غفلت بالکل نہیں کی۔ اور مناسب احکام بروقت جاری کر دیئے۔

یہ تو پرانے قصے ہیں۔ اب ایک تازہ واقعہ سنیئے۔ جو افسانہ سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے اخبارات میں ایک اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے۔ کہ ریاست نا ہن میں ایک شخص کے مکان کو آگ لگ گئی۔ شہر میں ریاست کی طرف سے فائر برگیڈ کا انتظام موجود تھا۔ مالک مکان نے ایک درخواست فائر برگیڈ انچارج کو بھیجی۔ کہ "میرے مکان کو آگ لگ گئی ہے۔ فوراً فائر برگیڈ بھیج کر مشکور فرمایا جائے"۔ یہ کوئی انگریزی علاقہ تو تھا نہیں۔ کہ اسی وقت فائر برگیڈ والے شتر بے مہار کی طرح موقعہ پر پہنچ جاتے۔ فائر برگیڈ انچارج نے درخواست دیوان صاحب کے حضور میں بذریعہ سکرٹری فارورڈ کر دی۔ سکرٹری نے درخواست مناسب احکام کے لئے دیوان صاحب کو بھیجدی۔ دیوان صاحب دورہ پر تھے۔ دس بارہ یوم بعد واپس آئے۔ تو درخواست ان کی بارگاہ عالی میں پیش ہوئی۔ دیوان صاحب نے درخواست اپنے سپرنٹنڈنٹ کو بھیج کر لکھا۔ کہ آگ بجھانے کا حسب ضابطہ انتظام کیا جائے۔ اتفاق سے سپرنٹنڈنٹ صاحب تین ماہ کی رخصت پر گئے تھے۔ اور ان کی جگہ اغلباً کسی اور افسر کو مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا سپرنٹنڈنٹ صاحب کی واپسی تک زیر غور رہی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب رخصت سے واپس تشریف لائے۔ تو حکم دیا۔ کہ فائر برگیڈ فی الفور موقع پر پہنچکر حسب ضابطہ آگ بجھائے۔ چنانچہ پیتل کی ٹوپیاں اور عجیب وغریب وردیاں پہنے بگل بجاتے ہوئے فائر برگیڈ موقعہ پر پہنچا۔ تو برگیڈ افسر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو یہ دیکھکر بے حد مایوسی ہوئی۔ کہ موقعہ پر پہلے مکان کی جگہ جو جل گیا تھا۔ دوسرے مکان کو تعمیر ہوئے بھی عرصہ گذر چکا ہے۔ مالک مکان سے برگیڈ افسر نے کہا۔ کہ افسوس کہ آگ پہلے ہی بجھ گئی۔ ورنہ ہم آپ کو دکھا دیتے۔ کہ ہمارا فائر برگیڈ یورپ کے فائر برگیڈوں سے بھی آگ بجھانے کے کام میں ہر اعتبار سے اچھا اور ہشیار ہے۔ (شیر پنجاب)

آقا (خفا ہو کر) کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ میں بے وقوف ہوں۔
نیا خدمتگار۔ حضور میں نہیں کہہ سکتا۔ میں تو کل ہی یہاں آیا ہوں۔

ہوٹل کا خدمتگار۔ (مسافر سے) جناب کھانے کے دام کھانے سے پہلے دے دیجئے۔
مسافر۔ کیوں؟
خدمتگار۔ تھوڑے دن ہوئے۔ ایک صاحب کے حلق میں ہڈی پھنس گئی۔ اور وہ مر گئے۔ ہوٹل کے منیجر نے اس کے کھانے کے دام میری تنخواہ سے وضع کر لئے۔ جب سے میں ہوشیار رہتا ہوں۔

بیوی۔ تم بچے کو کیوں اتنے زور زور سے ہلا رہے ہو؟
میاں۔ آج یہ ہلائے بغیر دوائی پی گیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا۔ خوب ہلا کر دوائی پینی چاہیئے۔

باپ۔ بیٹا۔ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھنا چاہیئے۔
بیٹا۔ تو میں بقیہ مٹھائی آج ہی کھا جاؤں۔

چیدہ خبریں

—— بغداد ۱۵ اپریل۔ جرمنی اور عراق کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کی رو سے جرمنی عراق سے جو اور باجرہ کی ایک بھاری مقدار خریدے گا۔

—— نئی دہلی ۱۴ اپریل۔ حکومت افغانستان کی خواہش پر حکومت ہند نے تیس افغان طالب علموں کو ہوا بازی کی تعلیم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان طالب علموں کو افغان ایر فورس میں شامل کرنے کے لئے تربیت دی جا رہی ہے۔ حکومت افغانستان نے حال ہی میں برطانیہ اور اطالیہ سے متعدد ہوائی جہاز خریدے ہیں۔

—— لندن ۱۳ اپریل۔ ٹیونس میں حکومت فرانس کے ہولناک مظالم کی روئیداد اخبار ٹائمز میں شائع ہوئی ہے۔ اس اخبار کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ حکومت فرانس نے ۱۵۰۰ عرب رہنماؤں کو نظر بند کر دیا ہے۔ اور ان سے سخت مشقت لی جاتی ہے۔ سڑکیں کٹوائی جاتی ہیں۔ رباط۔ مراکش فاس اور دار بیضا سے ۲۳۰۰ عربوں کو گرفتار کر کے ایک سال سے ۵ سال تک کی سزائے قید کا حکم سنایا گیا ہے۔

—— رباط میں ایک دن آٹھ بار فرانسیسی فوج نے گولی چلائی۔ جس میں ۸۲ نوجوان عرب شہید اور دو سو مجروح ہوئے۔ دار بیضا میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ اور مسجد میں عربوں کے ایک اجتماع میں طیاروں سے بم گرائے۔ جس کی وجہ سے آٹھ سو عرب شہید اور مجروح ہوئے۔ ٹیونس میں تمام عربی اخبارات کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

—— انگورہ ۱۱ اپریل۔ ترکی کے وزیر داخلہ نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا۔ کہ وزارت نے فوجی تنظیم اور استحکامات کے لئے جدید پنجسالہ پروگرام منظور کیا ہے۔ جس کے تحت ترکی فوج کو اعلے معیار پر پہنچایا جائے گا۔ اور ان کو جدید اسلحہ سے مسلح کر کے اپنی دفاعی قوت کو مضبوط کیا جائے گا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اگر اٹلی نے ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو ہم اس سے تعاون کریں گے۔ ورنہ دشمن کے دانت کھٹے کرنے کے لئے ہمارے پاس قوت موجود ہے۔

—— نئی دہلی۔ آج گیارہ بجے گاندھی جی نے مسٹر مہادیو ڈیسائی کی معیت میں وائسرائے سے ملاقات کی۔ گفتگو کا سلسلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور شام کو گاندھی جی عازم واردھا ہو گئے۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ وائسرائے نے گاندھی جی سے ملاقات کے دوران میں کسی خاص مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیالات نہیں کیا۔

—— نئی دہلی ۱۵ اپریل۔ وائسرائے سے ملاقات کے بعد گاندھی جی سیدھے سر این۔ این سرکار کے مکان پر پہنچے۔ اور ایک گھنٹہ تک ان سے تخلیہ میں گفتگو کی۔ سیاسی حلقوں میں اس ملاقات کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ مگر ملاقات کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

—— نئی دہلی ۱۵ اپریل۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ سرحد پار کے قبائل اور سرکاری افواج میں پھر مڈبھیڑ ہو گئی۔ جس میں سات سکاؤٹ زخمی اور ایک انگریز کپتان ہلاک ہوا۔

—— مسلمانوں کا واحد بنک مسلم بنک چند روز ہوئے اپنا کاروبار بند کر چکا ہے۔ لاہور و دہلی کے بعض ہمدرد مسلمان اس کے احیاء ثانی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

—— بہار کی کانگرسی حکومت نے مسلم اوقاف پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس صوبہ کے مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل گئی ہے۔ وہ اس فیصلے کے خلاف شدید ایجی ٹیشن اور سول نافرمانی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— پٹنہ ۱۵ اپریل۔ کل سہ پہر کے وقت شہر گیا میں چند نوجوانوں نے جو موٹر پر سوار تھے۔ امریکن ڈاکوؤں کی طرح دن دہاڑے ریوالور دکھا کر متعدد مقامات کو لوٹنے کی کوشش کی۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر ان کا تعاقب کیا۔ تو نوجوانوں نے ان پر گولی چلا دی

—— احراریوں نے امرتسر کے شہری حلقہ کے ضمنی انتخاب میں چودھری افضل حق کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵ اپریل۔ مسٹر بی داس کے قانون ترمیم شاردا ایکٹ کو جو حال میں اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں پاس ہوا ہے۔ وائسرائے کی منظوری حاصل ہو گئی ہے۔ اور ۱۶ اپریل کے گزٹ آف انڈیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چینیوں کو زبردست فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ اور وہ بے حد پُر از امید ہیں۔

—— سپین کی خانہ جنگی کا تا حال خاتمہ نہیں ہوا۔ باغیوں کا پلہ بھاری ہے۔ حکومت نے صرف چند ایک مقامات پر کامیاب مدافعت کی ہے۔

—— مسٹر سن فیو چینی وزیر جنگ نے ایک اخباری بیان میں کہا۔ کہ چین اور جاپان کی جنگ میں مداخلت کر کے روس چین کی امداد کرے گا۔ آخر فتح چین کی ہو گی۔

—— برطانیہ کے ذمہ وار سیاسی حلقوں نے اس بات کی تردید کر دی ہے۔ کہ اگر میسولینی اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔ تو مسولینی جھیل سانا کا انتظام برطانیہ کے ہاتھ میں دے دیگا۔

—— سنگھائی ۱۲ اپریل۔ چینیوں نے دعوے کیا ہے۔ کہ ہماری فوج نے دو اہم شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ چینی سپہ سالار نے پیشگوئی کی ہے۔ کہ چینی فوج مستقبل قریب میں نانکن اور ہنگچاؤ پر قبضہ کرے گی۔

—— لندن ۱۱ اپریل۔ الحاق آسٹریا کے متعلق حال ہی میں استصواب رائے عامہ کا نتیجہ شائع ہو گیا ہے۔ ۹۸۰۷۴ فی صدی ووٹ الحاق کے حق میں تھے۔ ہٹلر نے ایک تقریر براڈ کاسٹ کی ہے جس میں مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا ہے کہ کامیابی میری توقعات سے زیادہ ہے۔

—— فرانس میں اس نتیجہ کے خلاف بڑی ناراضگی اور بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ فرانسیسی اخبارات بہت جوش سے مقالات لکھ رہے ہیں۔ ایک اخبار نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ اب ہٹلر کو اپنا قدم روک لینا چاہیئے۔ ورنہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

—— روما ۱۶ اپریل۔ برطانیہ اور اطالیہ کا معاہدہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ آج معاہدہ پر برطانوی۔ اطالوی اور مصری نمائندوں نے دستخط کر دیئے۔

—— ۶ اپریل کی رات کو ہوشیارپور میں آندھی۔ بارش اور ژالہ باری کا شدید طوفان آیا۔ ۵ منٹ میں متعدد درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ بجلی کے تار ٹوٹ گئے۔ کھمبے اکھڑ گئے۔ فصلوں اور عوام کی جائداد کو بڑا نقصان پہنچا۔ گلیوں اور بازاروں میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ بعض عمارتیں بھی منہدم ہو گئیں۔

—— ضلع گورداسپور میں طوفان ژالہ باری کی وجہ سے زبردست نقصان ہوا۔ تباہ کن آندھی کے بعد سخت ژالہ باری ہوئی۔ جس نے ایک درجن دیہات کی فصل گندم تباہ کر دی۔ زمینداروں نے اولوں سے بھری ہوئی بوریاں کلکٹر کے پیش کیں۔ کلکٹر نے اظہار ہمدردی کیا۔ ہزاروں پرندے ہلاک ہو گئے۔

—— سرسہ (ضلع رہتک) میں ایک کانسٹیبل نے ایک ہیڈ کانسٹیبل اور تین کانسٹیبلوں پر حالت بے خبری میں فائر کئے۔ اور انہیں زخمی کر دیا۔ اور بندوق لے کر بھاگ گیا۔ ہیڈ کانسٹیبل نے اس کے چال چلن کے خلاف رپورٹ کی تھی۔ ہیڈ کانسٹیبل میو ہسپتال لاہور میں آکر مر گیا۔ حملہ آور کانسٹیبل کو بعد میں گرفتار کر لیا گیا۔ اب اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس آئندہ تاریخ مقرر کئے بغیر ملتوی ہو گیا۔ اجلاس مذکور میں حسب ذیل بل منظور ہوئے۔ کمسن بچوں کی شادی کا ترمیمی بل۔ کا ترمیمی بل جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ چاولوں کے ٹوٹے پر ۱۲ محصول بدستور قائم رہے۔

—— راجہ جنگ (لاہور) کی اراضی مسجد کا مقدمہ بعدالت دیوانی قصور دائر کیا گیا تھا۔ جہاں سے فیصلہ سکھوں کے حق میں ہوا۔ لیکن عدالت سشن جج نے فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کیا ہے۔ اب سکھ ہائیکورٹ میں اپیل کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

—— مرکزی اسمبلی میں ۷ اپریل کو آنریبل سپیکر نے گورنر جنرل کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ موجودہ مرکزی اسمبلی کی میعاد میں یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء سے مزید ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔

—— ہردوار میں ریلوے سٹیشن کے قریب جاتریوں کے خیموں میں آگ لگ گئی۔ جس سے تقریباً ۲۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ دو بنگالی لڑکے ایک خیمہ میں سو رہے تھے۔ وہ آگ میں جل کر مر گئے۔

—— موگا سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر باگھا پرانا کے قریب چھوٹا تھانیدار ایک کنسٹیبل اور چند دیگر مسافر ٹانگہ میں بیٹھ کر جا رہے تھے۔ کہ ڈاکوؤں نے ٹھیراؤ ٹھیراؤ کی آواز دی۔ مگر کوچوان نے ٹانگہ نہ ٹھیرایا۔ ایک ڈاکو خچر پر سوار ہو کر سڑک پر آگیا اور فائر شروع کر دیئے۔ چھوٹے تھانیدار نے بھی پستول سے فائر کئے جس سے ڈاکو کی خچر مر گئی۔ اور ڈاکو بھاگ گیا۔ پولیس ڈاکوؤں کا تعاقب کر رہی ہے۔

—— ڈاکٹر محمد عالم کے مقدمہ میں نواب احمد یار خاں دولتانہ اور ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کو عدالت میں حاضر ہونے سے مستثنےٰ قرار دیا گیا۔ کیونکہ ان کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔ ڈاکٹر عالم نے اس درخواست کی مخالفت کی۔ لیکن بے سود۔

—— خفیہ پولیس جالندھر نے ایک ہندو طالب علم جوگندر پال کو اپنے قبضہ میں بم رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔ پولیس نے پہلے ایک ہفتہ کا ریمانڈ لیا تھا۔ پھر چالان کے لئے لوکل گورنمنٹ سے اجازت لینے کے لئے تین روز کا مزید ریمانڈ لیا۔

—— مسٹر جناح کی نئی سکیم کے حامیوں کا خیال ہے۔ کہ اگر فیڈریشن نافذ ہو گیا۔ تو وہ اسے چلائینگے اگر کانگرس نے فیڈریشن کا مقاطعہ بھی کیا۔ تو مسلم لیگ دیگر پارٹیوں کے ساتھ مل کر اکثریت حاصل کرے گی۔ اور ایک مستحکم حکومت قائم کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

—— گاندھی جی مہادیو ڈیسائی کے ہمراہ پریذیڈنسی جیل میں گئے۔ ان کی موٹر پر کانگریسی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جیل کے دروازہ پر آپ کا استقبال کیا گیا۔ انہوں نے سیاسی قیدیوں کے ساتھ ملاقات کی۔ سیاسی زنانہ قیدیوں کو کلکتہ پہنچا دیا گیا۔ گاندھی جی ان سے بھی ملاقات کر رہے تھے۔

—— حکومت ہند نے محکمہ پولیس کی تنظیم و اصلاح کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ مسٹر آر۔ اے ہوٹرٹن انسپکٹر جنرل اور محمود اللہ بیگ پارلیمنٹری سکرٹری ارکان کمیٹی میں شامل ہیں۔

—— چینی سپہ سالار جنرل چائن کائی شیک نے مسرت انگیز لہجہ میں اعلان کیا ہے۔ کہ ہماری فوجوں نے ٹایا چوڈن پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب شہر کا شمالی علاقہ چینیوں کے زیر تصرف ہے۔ چینی لیڈر نے باشندگان چین سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ وطن کی خاطر تمام سختیوں کو صبر کے ساتھ برداشت کریں۔ اس نازک مرحلہ پر ہر چینی کا فرض ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایثار اور قربانی کا ثبوت دے۔ چین کے طول و عرض میں ان تازہ فتوحات پر جشن منایا جا رہا ہے۔ چینی فتوحات کو جب ملک میں براڈکاسٹ کیا گیا۔ تو سارے چین میں مسرت اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔

—— حکومت ہنگری بھی یہودیوں کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کر رہی ہے۔ چنانچہ سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ جو یہود سنہ ۱۹۱۹ء سے پہلے پہلے اپنا مذہب تبدیل کر چکے ہیں۔ وہ آرین نسل سے شمار ہوں گے۔ جو یہودی سپاہی جنگ عظیم میں فوجی خدمات سر انجام دے چکے ہیں۔ ان پر بھی کوئی پابندی عاید نہیں ہو گی۔

—— جنرل فرانکو کی افواج نے بارسیلونا کی طرف جانے والے راستوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سڑک پر انہوں نے ایک ایسے گاؤں میں مورچے جما لئے ہیں۔ جہاں حکومت کی فوج کے سلسلہ رسل و رسائل کو منقطع کیا جا سکے گا۔ بارسیلونا کا سلسلہ آب رسانی بھی منقطع کیا جا رہا ہے۔

—— افریقہ میں ہر سال ۳۶½ ہزار ہاتھی ہلاک کئے جاتے ہیں۔

—— حکومت فرانس نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ زیچوسلاویکیہ کے ساتھ اس نے جو معاہدہ کر رکھا ہے۔ اس کا احترام کرتی رہے گی۔ ان حکومتوں کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ زیچوسلاویکیہ پر جرمنی کے حملہ کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔

—— یورپ میں عورتوں کی تعداد مردوں سے ایک کروڑ اسی لاکھ زیادہ ہے۔ خاص انگلستان میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں بیس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ یہی حالت فرانس کی ہے۔

—— جرمنی میں ۲۳ لاکھ اور روس میں ۴۰ لاکھ عورتیں زیادہ ہیں۔ پرتگال جہاں کی آبادی ۶۰ لاکھ ہے۔ وہاں ۵ لاکھ عورتیں زیادہ ہیں۔

—— یورپ میں عورتوں کی تعداد کس سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں روس میں سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک ہزار مرد کے مقابلہ میں ۱۰۳۸ عورتیں تھیں۔ وہاں سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک ہزار مرد کے مقابلہ میں ۱۲۲۴ عورتیں ہو گئیں۔ اسی طرح فرانس میں دس سال کے عرصہ میں ان کی تعداد ۱۰۳۵ سے ۱۰۳۱ تک ہو گئی۔ جرمنی میں ۱۰۲۶ سے ۱۰۹۱ تک اور انگلستان میں ۱۰۶۷ سے ۱۰۹۱ تک پہنچ گئی۔ جنگ عظیم کے ہولناک نتائج اب ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اور یقین ہے۔ کہ جدید مردم شماری میں عورتوں کی تعداد اور بڑھ جائے گی۔

—— طیطلہ (بیت المقدس) کے قریب ایک مال گاڑی ریلوے لائن پر جا رہی تھی۔ عربوں کی ایک جماعت نے پٹڑی کو تباہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے مال گاڑی لائن سے اتر گئی۔ اور انجن بمعہ ۸ ڈبوں کے تباہ ہو گیا۔ عربوں نے بالوں ریلوے سٹیشن پر حملہ کر کے سٹیشن کا سارا سامان تباہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے حیفہ اور ملحد کا درمیانی راستہ بند ہو گیا۔

عربوں نے سٹیشن ماسٹر کو ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ اسجگہ عربوں اور انگریزی افواج کے درمیان شدید جنگ جاری ہے۔

—— صوبہ سرحد کے متوطن نوجوانوں کے لئے جنہوں نے کم از کم میٹرک پاس کیا ہو۔ کلرکوں کی آسامیاں خالی ہیں۔ تنخواہ ۴۵۔ ۳۔ ۱۰۵ روپیہ جس پر ۱۵ فی صدی تخفیف ہے۔ عرضی کے فارم دفتر سکرٹریٹ پی۔ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ پشاور سے مل سکتے ہیں۔ ۳۰ر اپریل تک درخواستیں معہ نقول سندات پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواست بنام مسٹر گوردھن لال پرسنل اسسٹنٹ برائے سکرٹری گورنمنٹ صوبہ سرحد محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ پشاور

مختصر فہرست فاروق بک ایجنسی

(محصولڈاک بذمہ خریدار)

قرآن مجید } بطرز یسرنا القرآن مترجم مجلد۔ ۸ر

حمائل شریف } معرا نہایت خوشخط مجلد عہ

حمائل شریف مترجم } نہایت خوشخط مجلد۔ عگ

ازالہ اوہام ہر دو حصہ غیر مجلد عہ

آئینہ حق نما } بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب عہ

قتل مرتد۔ از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ عہ

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد } مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام از ابتدا تا دم وفات جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے۔ قیمت صرف عـہ چند نسخے مکمل باقی ہیں۔

تحفہ مستریاں } مستری عبد الکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات۔ ۵ر

ہدایات زریں } برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ۔ ۵ر

بطالوی کا انجام } مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت قیمت صرف ۴ر

چھوت کا بھوت } ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۲ر

خلافت محمود مصلح موعود } امیر پیغام کا جواب۔ ۸ر

مرقع ثنائی } مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ سے فرار۔ قیمت ۴ر

تجلیات رحمانیہ } مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب۔ قیمت ۶ر

صادق کلمات } مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب۔ قیمت ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی } مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴ر

التشریح الصحیح } حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۸ر

بحر حقیقت } غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب قیمت ۴ر

تنقید صحیح } فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف قیمت ۴ر

مشین گن۔ رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ } رد آریہ ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ار

دھرمپال کا کچا چٹھہ۔ رد آریہ ار

رسالہ گوشت خوری۔ ۲ر

تنبیہہ زبان دراز۔ ار

چودھویں صدی کا یہودی۔ ۲ر

تبدیلی عقیدہ } مولوی محمد علی امیر پیغام ۲ر

فالنامہ صدیقی۔ ۸ر

خطبات امیر } حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے وہ معرکۃ الآرا خطبے جو حضور نے احرار اور گورنمنٹ اور تحریک جدید کے متعلق فرمائے۔ قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ:۔ فاروق بک ایجنسی قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء الرحمٰن [illegible] مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)